اردو زبان کی

تالیف: مولانا محمد اسماعیل خان صاحب میرٹھیؒ

تسہیل: ابوبکر بن مصطفےٰ پٹنی

ناشر

ادارۂ صدیق

ڈابھیل - سملک، گجرات

نام کتاب: .... اردو زبان کی دوسری کتاب
تالیف: .... مولانا محمد اسماعیل خان صاحب میرٹھیؒ
تسہیل: .... ابوبکر بن مصطفیٰ پٹنی
کمپوزنگ: .... محمد ساجد بن مصطفیٰ پٹنی

PUBLISHER
IDARA-E-SIDDIQ
DABHEL SIMLAK-396415
DIST. NAVSARI(GUJARAT)

ناشر
ادارۂ صدیق
ڈابھیل-سملک، گجرات

نمبر شمار	فہرست عناوین	صفحہ
ا	تقریظ	۵
ب	تقریظ	۶
ج	پیش لفظ	۷
۱	خدا کی خلقت	۹
۲	نور کا تڑکا	۱۰
۳	آفتاب	۱۱
۴	خوش خوئی	۱۲
۵	مچھلی	۱۳
۶	پن چکّی (نظم)	۱۴
۷	ایک شیر اور چیتا	۱۵
۸	ایک مرغا اور لومڑی	۱۶
۹	ہاتھی	۱۷
۱۰	ایک ہاتھی اور گیدڑ	۱۸
۱۱	ایک کتا اور بلی (نظم)	۲۰
۱۲	چوہے اور بلی	۲۱
۱۳	اسلم کی بلی (نظم)	۲۲
۱۴	ایک اونٹ اور چوہا	۲۳
۱۵	ایک شہری اور جنگلی چوہا	۲۴
۱۶	ایک حریص بلی (نظم)	۲۵
۱۷	چند نصیحتیں	۲۶
۱۸	ہماری گائے (نظم)	۲۷
۱۹	کلہاڑی اور درخت	۲۸
۲۰	برسات اور گاؤں	۲۹

۲۱	جب لاد چلے گا بنجارا	(نظم)	۳۲
۲۲	کھانے پینے کے آداب		۳۳
۲۳	ایک جگنو اور بچہ	(نظم)	۳۵
۲۴	اپنی عزت آپ کرو		۳۶
۲۵	رخصت کی عرضی		۳۷
۲۶	کتا اور اُس کی پرچھائیں	(نظم)	۳۸
۲۷	چغل خوری		۳۸
۲۸	چھوٹی چیونٹی	(نظم)	۳۹
۲۹	سستی اور چالاکی		۴۰
۳۰	ایک گھوڑا اور سایہ	(نظم)	۴۲
۳۱	لکھنا پڑھنا		۴۳
۳۲	کاموں کی تقسیم		۴۴
۳۳	تجارت		۴۵
۳۴	سکہ		۴۶
۳۵	گفتگو کے آداب		۴۸
۳۶	بچہ اور ماں	(نظم)	۵۰
۳۷	ماں اور بچہ	(نظم)	۵۱
۳۸	حکایت		۵۱
۳۹	حکایت		۵۳
۴۰	حکایت		۵۴
۴۱	حرص وطمع		۵۵
۴۲	ہمسایہ		۵۷
۴۳	نشست وبرخاست کے آداب		۵۸
۴۴	زراعت		۵۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

سیدی و مرشدی حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ

اردو زبان کی تعلیم کے لیے جو مختلف نصابات مکاتب و مدارس میں رائج ہیں اُن میں حضرت مولانا اسماعیل خان صاحب میرٹھیؒ کا تیار فرمودہ نصاب زمانۂ دراز سے رائج ومتداول اور مشہور و مقبول ہے، نیز اپنی افادیت اور امتیازی خوبیوں کے پیشِ نظر آج بھی اسی طرح داخل نصاب ہے جیسا پہلے تھا؛ لیکن مذکور نصاب کی کتابوں میں بہت سارے الفاظ ایسے ہیں جن کا تلفظ اور سمجھنا بعض خاص وجوہات کے پیش نظر بہت سی دشواریوں کا باعث ہے۔

ضرورت تھی کہ دورِ حاضر کی ضرورتوں اور تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اِس نصاب کی تسہیل وتیسیر کا کام انجام دیا جاتا، تاکہ اِس کی افادیت باقی رہتے ہوئے مزید اضافہ ہونے کے ساتھ اِس نصاب کے پڑھنے پڑھانے والوں کی پریشانیوں اور دشواریوں کا مداوا ہو جاتا؛ چناں چہ عزیز گرامی مولانا مفتی ابو بکر صاحب پٹنی سلّمہٗ نے اِس کام کا بیڑا اٹھایا، اور تسہیل وتیسیر کا فریضہ انجام دینے کے ساتھ نہایت عمدہ اور دیدہ زیب انداز میں شائع فرما کر اِس کی افادیت کو دو چند کر دیا۔

اللہ تعالیٰ اُن کی اِس محنت کو حسنِ قبول عطا فرما کر پڑھنے پڑھانے والوں کے لیے مفید اور نفع بخش بنائیں، اور ان کو آئندہ مزید اِس نوع کی خدمات کی انجام دہی کی توفیق عطا فرمائیں، امین۔

العبد احمد عفی عنہ خانپوری

۱۵ر محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم العالیہ

عزیز مکرم مولانا ابوبکر پٹنی صاحب زید فضلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون!

آں جناب کی مرسلہ ''اردو زبان کا قاعدہ، اردو زبان کی پہلی'' موصول ہوئی۔ مولانا اسماعیل خان صاحب میرٹھیؒ کی تالیف کردہ یہ کتابیں اردو زبان کی تعلیم کے لیے بہترین کتابیں ہیں؛ مگر اِس میں بہت سے الفاظ تشریح کے محتاج تھے، آپ نے جس محنت اور عرق ریزی سے اِس کے مشکل لغات کے حل کرنے کا کام کیا ہے وہ قابل صد مبارک باد ہے، اب یہ کتاب اردو مدرسین کے لیے پڑھانے اور طلبہ کو اس کے سمجھنے میں بہت معین ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔

مدارس عربیہ اسلامیہ کو چاہیے کہ اِس کو نصاب میں داخل فرمائیں تاکہ طلبہ آسانی سے اردو زبان سیکھ سکیں، اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ہمت وتوفیق عطا فرمائے کہ بقیہ حصے بھی اِسی طرز پر طبع ہو جائیں۔ واللہ الموفق لہ.

اِس علمی خدمت پر آپ جملہ اہل علم کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔

والسلام

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی

۲/ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ

فروری ۲۰۰۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وعلیٰ اٰلہ وصحبہ أجمعین. أمّا بعد.

شکر وسپاس کے جذبات سے لبریز ہے میرا دل اور مصروفِ ثنا خوانی ہے میری زبان اُس رب رحیم کے لیے جس نے اپنے اِس بندۂ بے مایہ کو اردو زبان کے دو ابتدائی رسالوں ''اردو زبان کا قاعدہ'' اور ''اردو زبان کی پہلی کتاب'' کی تسہیل، کتابت، طباعت واشاعت کے مقدس وناگذیر فریضے کی انجام دہی سے نوازا، اور اِسے حسنِ قبول سے بھی یوں سرفراز فرمایا کہ علمی حلقوں میں اِسے نظرِ استحسان سے دیکھا گیا، اور زائد از توقع پذیرائی ہوئی جس سے اِس سلسلے کو آگے بڑھانے کا حوصلہ ملا۔

اور اب اُسی رب کریم کی توفیقِ حَسَن اور دوستوں، خیر اندیشوں اور بعض بزرگ سرپرستوں کے ایما، حکم بلکہ اصرار اور اِس سے بڑھ کر اِن کی مستجاب دعاؤں کے طفیل ۶/ماہ سے بھی مختصر عرصے میں کتاب کے دوسرے حصے یعنی ''اردو زبان کی دوسری کتاب'' کی بھی سابقہ رسالوں کے معیار پر اشاعت عمل میں آرہی ہے۔ فجزاھم اللّٰہ أحسن الجزاء.

کتاب میں مندرجۂ ذیل باتوں کا خیال رکھا گیا ہے

1. مشکل کلموں کے صحیح تلفُّظ کے لیے ان پر حرکات وسکنات لگادیے گئے ہیں۔
2. عصری درسیات کے ذوق ومزاج کی طرح ان کے دشوار لفظوں کا ترجمہ حاشیہ میں دے دیا گیا ہے۔
3. دونوں رسالوں کی کمپیوٹر پر عمدہ اور خوب صورت کتابت کرائی گئی ہے، اور اِس میں بھی بہ طور خاص یہ خیال رکھا گیا ہے کہ حروف بڑے ہوں، اور جگہ دے دے کر

لکھے گئے ہوں، اور دو سطروں کے درمیان ضروری فاصلہ رکھا گیا ہو۔

۴ جن الفاظ کا حاشیہ میں ترجمہ دیا گیا ہے، ان کو سرخ رنگ دے کر عام عبارت سے ممتاز اور نمایاں کر دیا گیا ہے؛ تا کہ ان کے معانی یاد کرنے میں سہولت رہے، اور بچوں کی نفسیات کے مطابق ان کی دل چسپی کا سامان بھی ہو۔

املائے کتاب میں برتے گئے بعض امور

۱ کلمہ کے درمیان میں واقع جس ''واو'' یا ''یا'' پر '' ْ '' کی صورت میں جزم آئے اس کو معروف پڑھیں گے، جیسے: سوُراخ اور جھیِل۔

۲ جس ''واو'' یا ''یا'' پر '' ۵ '' کی صورت میں جزم لگا ہوا ہو تو اُس کو مجہول پڑھیں گے، جیسے: ڈھوْر اور فریْفتہ، بیْل۔

۳ جس واوِ ساکن یا یائے ساکن سے پہلے زبر ہے، تو اس کو ''واوِ لین'' یا ''یائے لین'' پڑھیں گے، جیسے: بَوچھار اور سَیف۔

۴ کسی کسی جگہ ایک حرف پر دو دو حرکتیں لگائی گئی ہیں، جو ان کے دونوں طرح کے استعمال کی جانب غمّازی کر رہی ہیں۔

وماتوفيقي إلا بالله ، عليه توكلت وإليه أنيب، ربّنا تقبل منّا، إنّك أنت السميع العليم، وتب علينا يامولنا إنّك أنت التوّاب الرحيم.

کتبہ

ابو بکر عفی عنہ پٹنی

مدرس جامعہ اسلامیہ، ڈابھیل۔ سملک

۲۰/محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

۲۳/مارچ ۲۰۰۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱ خُدا کی خلقت

نیلا آسمان، روشن سورج، اُجلا چاند اور جگمگاتے تارے کس نے بنائے؟
زمین پر ہَوا، ہَوا پر بادل، بادلوں میں بجلی اور بجلی میں کڑک کس نے بنائے؟
مینہ کی پھُوار، اُولوں کی بَوچھار اور برف کے اَنبار کس نے برسائے؟
دھواں دھار کُہرا، بھینی بھینی اُوس اور سَفید پالا کس نے جمایا؟
یہ چَوڑی چکلی زمین، گہرا سمُندر، اونچے پہاڑ، اُبلتے چشمے، بہتے دریا کس نے بنائے؟
یہ کالے گورے آدمی، لڑکے لڑکیاں، عورت مرد، بھانت بھانت کے جانور، چرِندے، درِندے، پرندے، مچھلیاں اور کیڑے مکوڑے کس نے پیدا کیے؟
یہ ہرے بھرے درخت اور بَیل بُوٹے، اِن میں رنگ بہ رنگ کے پھول اور کھٹے میٹھے رسیلے میوے کس نے لگائے؟
یہ سب چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں جو بڑا مہربان اور کُل عالَم کا نگہبان ہے، وہی سب کو پالتا اور روزی دیتا ہے، وہی جِلاتا اور مارتا ہے، وہی بناتا اور بگاڑتا ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

خَلقت: مخلوق۔ پھُوار: ہلکا مینہ۔ اُولہ: آسمان سے برف کی شکل میں گرنے والا ٹکڑا۔ بَوچھار: زیادتی۔ اَنبار: ڈھیر۔ کُہرا: (ضمہ مجہول) سردی کے موسم میں صبح وشام ہوا میں اِدھر رہنے والے اور دُھندسی پیدا کرنے والے بخارات۔ اُوس: شبنم۔ پالا: برفیلی شبنم۔ چوڑی چکلی: کشادہ۔ بھانت بھانت: طرح طرح۔ چرِندے: چرنے والے۔ درِندے: پھاڑ کھانے والے جانور۔ بَیل: زمین پر پھیلنے یا کسی چیز کے سہارے اوپر چڑھنے والا پودا۔ بُوٹے: پھول، پتّے۔ نگہبان: حفاظت کرنے والا۔

۲ نُور کا تڑکا

چاند کی روشنی پھیکی پڑ گئی، تارے بھی چھپ گئے، کوئی کوئی ٹمٹما رہا ہے۔
اجالا بڑھتا جاتا ہے، دَر، دیوار، مکان، درخت سب صاف نظر آنے لگے۔
ٹھنڈی ہَوا سن سَن چل رہی ہے، پنکھے سے جھَل رہی ہے، باغوں اور کھیتوں میں بہار ہے، گھاس اور پتّوں پر کیا موتی سے بکھرے پڑے ہیں، یہ شبنم کے قطرے ہیں، پھُلواریاں مہک رہی ہیں، کچھ پھول کِھل گئے، کچھ کلیاں چٹک رہی ہیں، بیل بوٹے سب تروتازہ نظر آتے ہیں۔
چڑیوں کی چہکار سے ہوا گُونج رہی ہے، آشیانوں سے نکل کر درختوں پر ہجوم کیا ہے، اپنی اپنی بولیاں بول رہی ہیں، کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی
بھیڑ بکریاں بھی چلّا رہی ہیں، گائیں بھینسیں چونّی ہوگئیں، اِن کے بچے بھی کُلبُلا رہے ہیں، کاروباری لوگ سب اُٹھ بیٹھے: کوئی غسل کر رہا ہے، کوئی منھ ہاتھ دھو رہا ہے۔
مکتب کے لڑکے بھی ہوشیار ہو گئے: کچھ ناشتہ کر کے بَستہ بغل میں دبائیں گے، ٹھیک وقت پر حاضر ہو جائیں گے، جو دیر لگائیں گے سزا پائیں گے۔

رات گذری نور کا تڑکا ہوا	ہوشیار اسکول کا لڑکا ہوا

نُور کا تڑکا: صبح صادق، پَو پھٹنے کا وقت۔ ٹمٹمانا: ہلکی روشنی۔ جھَلنا: پنکھے سے ہوا دینا۔ پھُلواری: پھُولوں کا باغ۔ چٹَکنا: کِھلنا۔ چہکار: چڑیوں کے بولنے کی آواز۔ آشیانہ: گھونسلہ۔ ہجُوم کرنا: جمع ہونا، بھیڑ کرنا۔ کان پڑی آواز سنائی نہ دینا: (محاورہ) شور وغل کے باعث بات سمجھ میں نہ آنا، نہایت شور وغل ہونا۔ کُلبُلانا: بےقرار ہونا، تڑپنا۔ بَستہ: کتابوں کا تھیلا۔

۳ آفتاب

صبح کا وقت بھی کیا سُہانا سَماں ہے، آنکھوں کو نور، دل کو سُرور حاصل ہوتا ہے۔ آؤ! کسی اونچے ٹیلے پر چڑھ کر آفتاب کے طلوع ہونے کا تماشا دیکھیں۔

دیکھنا! مَشرِق میں کیا گول سنہرا طَباق سا نظر آتا ہے، کیسا خوش نما معلوم ہوتا ہے! نہ دھوپ ہے نہ گرمی، نہ آنکھوں میں چکاچَوند ہوتی ہے۔

ابھی شُعاعیں اونچی ہوا میں پھیل رہی ہیں، اِسی سے اُجالا ہو رہا ہے، اب کوئی دَم میں پہاڑ کی چوٹیوں پر، بلند میناروں پر، اونچی دیواروں پر، درختوں کی پھُننگوں پر چمکیں گی، رَفتہ رَفتہ تمام زمین پر پھیل جائیں گی۔

ترِچھی شعاعیں دھیمی ہوتی ہیں، جُوں جُوں آفتاب بلند ہوتا ہے شعاعیں سیدھی پڑتی ہیں، تیزی اور گرمی بڑھتی جاتی ہے، ٹھیک دوپَہر میں سب وقتوں سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔

جوں جوں دن ڈھلتا ہے دھوپ مَدّھم پڑتی جاتی ہے، شام کو مغرب میں وہی کیفیت نظر آتی ہے جو صبح کو مشرق میں دیکھتے ہو، وہی گول گول سنہری تھالی سی دکھائی دیتی ہے، اب وہ بے دَم نیچے کو بیٹھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے، آخر نظروں سے غائب ہو جاتی ہے۔

سُہانا: خوب صورت، دل چسپ۔ سَماں: وقت، موسم، نظارہ۔ نور: روشنی۔ سرور: خوشی۔ تماشا: منظر۔
مَشرِق: پورب۔ طَباق: بڑی تھالی۔ خوش نما: خوب صورت۔ چکاچَوند: تیز روشنی سے آنکھوں کا جھپکنا۔
شُعاع: کِرَن۔ دَم: وقت۔ پھُننگ: درخت کی چوٹی، شاخ کا کنارا۔ رَفتہ رَفتہ: دھیرے دھیرے۔
ترِچھی: ٹیڑھی۔ مَدّھم: پھیکی، دھیمی۔ مغرب: پچھّم۔ کیفیت: حالت۔ بے دَم: بے جان۔

آفتاب ایک بڑا بھاری گولہ ہے، اُس کے آگے ہماری زمین کی کچھ حقیقت نہیں، وہ ہم سے نہایت دور فاصلہ پر ہے اِسی واسطے اتنا چھوٹا نظر آتا ہے۔

وہ بھڑکتے ہوئے شعلے کے مانند گرم اور روشن ہے، اُس کی روشنی سے اور گرمی سے انسان، حیوان اور درخت سب زندہ اور قائم ہیں، اُسی کی گرمی ہوائیں چلاتی ہے، مینہ برساتی ہے، کھیتوں میں غلّہ اور باغوں میں پھل پکاتی ہے، اُس کی روشنی سے پھول اور پھلوں میں رنگت آتی ہے۔

۴ خوش خُوئی

جس آدمی کی عادت، خصلت، طور طریق اچھا ہوتا ہے سب اُس کی تعریف کرتے ہیں، جو اُس سے ملتا ہے خوش ہوتا ہے۔

دنیا میں اُس کے دشمن تھوڑے اور دوست بہت ہوتے ہیں، جب ضرورت پڑتی ہے تو بہت لوگ خوشی سے اُس کی مدد کرتے ہیں۔

وہ ایسی بات نہیں کہتا جو کسی کو بُری لگے، وہ ایسا کام نہیں کرتا جس سے کسی کو تکلیف پہنچے، وہ سب کے ساتھ صُلح اور نرمی اور محبت سے برتاؤ کرتا ہے۔

اگر تم خوش خُو اور نیک مزاج بننا چاہتے ہو تو شریف اور نیک مزاجوں کی صحبت میں بیٹھو، بد مزاجوں سے کبھی میل جول نہ کرو، اور لوگوں کے جو کام تم کو بُرے معلوم ہوں اُن کاموں سے تم پرہیز کرو۔

شُعلہ: آگ کی لپٹ۔ خُوش خُوئی: اچھی عادت۔ خصلت: عادت۔ طور طریق: چال چلن۔ صلح: میل جول۔
خُوش خُو: اچھے اخلاق والے۔ صحبت: ساتھ۔

اچھے آدمیوں کی صحبت سے تم کو یہ تمیز ہو جائے گی کہ کون سا کام اچھا ہے؟ کون سا بُرا؟ کون سی بات یقین کے لائق ہے؟ کون سی نہیں؟ کہاں نرمی برتنی چاہیے اور کہاں سختی؟۔

جب تم کو یہ شُعور ہو جائے گا تو بے شک تم بھی خوش خو اور نیک دل آدمی بن سکو گے، اُس وقت سب آدمی تمھاری عزّت کریں گے۔

مچھلی

مچھلی پانی میں رہتی ہے، خدا نے اُس کا جسم پتلا اور چپٹا بنایا ہے؛ اِس لیے کہ تیَرنے میں آسانی ہو، وہ اپنی دُم اور پروں کے سہارے پانی کو چیرتی، پھاڑتی ایک جگہ سے دوسری جگہ چلی جاتی ہے۔

جس طرح آدمی پھیپھڑے سے سانس لیتا ہے اِسی طرح مچھلی اپنے گلپھڑوں سے دَم لیتی ہے، پانی میں ہوا بھی شامل ہے، وہی اُس کے منھ کے اندر جاتی اور گلپھڑوں کی راہ سے باہر آتی ہے، اگر پانی میں ہوا نہ رہے تو خالص پانی میں مچھلی زندہ نہیں رہ سکتی، اِسی طرح کمرہ بند کر کے اُس کے اندر کی ہوا نکال لو تو آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔

مچھلی انڈے سے پیدا ہوتی ہے، اور ایک مچھلی کئی لاکھ انڈے دیتی ہے، جب انڈے دینے کا وقت آتا ہے تو مناسب جگہ کی تلاش میں دور دور نکل جاتی ہے،

تمیز شعور۔ شُعور سمجھ۔ گلپھڑا: مچھلی کے سانس لینے کا جبڑا۔ دَم: سانس۔ شامل ملی ہوئی۔ خالص محض، صرف۔ مناسب ٹھیک۔

وہ ریتی یا کنکروں میں انڈے دیتی ہے، وہ اور جانوروں کی طرح آپ انڈے نہیں سینتی ؛ بلکہ آفتاب کی حرارت سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔

مچھلی کا بچہ انڈے سے نکلتے ہی اپنی غذا آپ تلاش کرتا ہے، وہ نہیں جانتا کہ اُس کے ماں باپ کون ہیں؟ سکھانے سمجھانے کا محتاج نہیں، اپنے آپ تیرنے لگتا ہے، اور جو کام بڑی مچھلی کرتی ہے وہی چھوٹا سا بچہ کرتا ہے، سچ ہے:

مچھلی کی جائے کِن تیرائے؟۔

۶ پَن چکّی

نہر پر چل رہی ہے پن چکّی	دُھن کی پُوری ہے کام کی پکّی
بیٹھتی تُو نہیں کبھی تھک کر	تیرے پہیّے کو ہے سَدا چکّر
پیسنے میں نہیں لگی کچھ دیر	تو نے جھٹ پٹ لگا دیا اِک ڈھیر
لوگ لے جائیں گے سمیٹ سمیٹ	تیرا آٹا بھرے گا کتنے پیٹ
شہر کے شہر ہیں تیرے محتاج	بھر کے لاتے ہیں گاڑیوں میں اناج
تو بڑے کام کی ہے اے چکّی!	کام کو کر رہی ہے طے چکّی
ختم تیرا سفر نہیں ہوتا	نہیں ہوتا مگر نہیں ہوتا
مینہ برستا ہو یا چلے آندھی	تو نے چلنے کی شرط ہے باندھی

سِینْنا: انڈوں کو گرمی یا سینک پہنچانا، پرندے کا بچے نکالنے کے لیے انڈوں پر بیٹھنا۔ حرارت: گرمی۔ مچھلی کی جائے کِن تیرائے: (کہاوت) (جائے: بچّہ۔ کِن: کون کی جمع ہے اور بہ طورِ واحد بھی مستعمل ہوتا ہے)، آبائی کام سے ہر ایک بہ خوبی ماہر ہوتا ہے۔ پَن چکّی: پانی سے چلنے والی اناج پیسنے کی چکّی۔ دُھن: لگن۔ سَدا: ہمیشہ۔ سمیٹنا: اکٹھا کرنا۔ طے: پورا۔

تو بڑے کام کی ہے اے چِڑی!	مجھ کو بھائی ہے تیری لے چِڑی
علم سیکھو! سبق پڑھو بچّو!	اور آگے چلو! بڑھو بچّو!
کھیلنے کودنے کا مت لو نام	کام جب تک کہ ہو نہ جائے تمام
جب نبڑ جائے کام تب ہے مزا	کھیلنے، کھانے اور سونے کا
دل سے محنت کرو خوشی کے ساتھ	نہ کہ اُکتا کے، خامُشی کے ساتھ
دیکھ لو چل رہی ہے پن چکّی	دُھن کی پُوری ہے کام کی پکّی

۷ ایک شیر اور چیتا

ایک شیر اور چیتے نے متفق ہو کر بڑی کوشش اور دوڑ دھوپ کے بعد ہرن کا بچہ شکار کیا، حصّہ تقسیم کرتے وقت دونوں میں اَن بَن ہو گئی۔

تھے دونوں غصّہ ور، یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایک نے دوسرے پر حملہ کیا، اور خوب گُتھم گُتھا ہوئی، اِس نے اُس کو جھنجھوڑا، دانتوں اور پنجوں کے مارے لہُو لُہان ہو گئے، آخر بے دَم ہو کر الگ الگ جا بیٹھے۔

اتنے میں ایک لومڑی جو اِسی تاک میں بیٹھی تھی چپکے سے آئی، اور شکار اٹھا کر چُمپت ہوئی، اُن دونوں میں اتنی سَکت کہاں باقی تھی کہ اُس سے اپنا شکار چھین لیتے۔

جب لومڑی شکار لے اُڑی تو شیر اور چیتا اپنے کرتوت پر نہایت پشیمان ہوئے۔

بھانا: اچھا لگنا۔ لے: آواز، سُر۔ نبڑ جانا: ختم ہو جانا، مکمل ہو جانا۔ متفق ہونا: ایک ہونا۔ تقسیم کرنا: بانٹنا۔ اَن بَن: اختلاف۔ غصہ ور: غصہ والا۔ نوبت: حالت۔ گُتھم گُتھا: گتھم گُتھا۔ جھنجھوڑنا: زور سے ہلانا۔ لہولہان: خون آلودہ، خون میں لتھڑا ہوا۔ بے دَم: تھک کر۔ تاک: انتظار۔ چُمپت ہونا: اُوجھل ہونا۔ سَکت: طاقت۔ کرتوت: برا کام۔ پشیمان: شرمندہ۔

شعر

جو غصّے میں آپے سے باہر نہ ہوتے	تو یوں زخم کھاتے، نہ مال اپنا کھوتے

۸ ایک مُرغا اور لومڑی

لومڑی بڑی حیلہ باز ہوتی ہے، ایک روز کسی غریب مرغے کو آدبوچا، اور چاہا کہ مارنے سے پہلے جرم اُس بے چارے کے ذمے لگائے۔

کہنے لگی: تو بڑا ہی موذی جانور ہے، صبح ہونے نہیں پاتی کہ شور مچا دیتا ہے، "ککڑُوں کُوں، ککڑوں کوں" سوتے لوگوں کے نیند میں خلل ڈالتا ہے، اِس قدر کان پھوڑتا ہے کہ ہمسایوں کا تجھ سے ناک میں دم ہے، بہتر ہے کہ اِسی وقت تیرا قصہ پاک کروں، اور سب بھلے مانسوں کو تکلیف سے نجات دوں۔

مرغ بے چارے نے جواب دیا: سنو بی لومڑی! نہ میں کسی کو آزار پہنچاتا ہوں نہ بے فائدہ غل مچاتا ہوں، میری بانگ آفتاب کی آمد کا اشتہار ہے، جب نور کا تڑکا ہوتا ہے تو میں غفلت کی نیند سونے والوں کو ہوشیار کر دیتا ہوں، کہ لوگو! اٹھو، اور اپنا اپنا کام کرو، خدا نے رات آرام کے لیے بنائی ہے اور دن کام کے لیے، اب تمھیں انصاف کرو کہ میرا غوغا مچانا لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے یا نقصان؟۔

آپے سے باہر ہونا: (محاورہ) قابو میں نہ رہنا۔ حیلہ باز دغاباز۔ آدبوچنا دبانا۔ جرم قصور۔ موذی تکلیف دینے والا۔ خلل ڈالنا: رکاوٹ ڈالنا۔ کان پھوڑنا (محاورہ) شور وغل سے پریشان کرنا۔ ہمسایہ پڑوسی۔ ناک میں دم کرنا: تکلیف دینا۔ قصہ پاک کرنا (محاورہ) قتل کر ڈالنا، مار کر کام تمام کرنا۔ نجات چھٹکارا۔ آزار پہنچانا دُکھ دینا۔ غل مچانا: شور کرنا۔ بانگ آواز۔ اشتہار اعلان۔ غفلت بے خبری۔ غوغا مچانا شور کرنا۔

سنگ دل لومڑی پر اِس تقریر کا کچھ اثر نہ ہوا، اور یہ کہہ کر: زیادہ بحث کی فرصت نہیں، میرے ناشتے کو دیر ہوئی جاتی ہے، بے چارے مرغے کو چیر پھاڑ کر چٹ کر گئی۔

بگڑتی ہے جس وقت ظالم کی نیّت	نہیں کام آتی دلیل اور حجت

۹ ہاتھی

یہ "ٹن ٹن" گھنٹے کی آواز کہاں سے آئی؟ دیکھنا وہ جھومتا ہوا ہاتھی آ رہا ہے، ذرا پاؤں کی آہٹ نہیں معلوم ہوتی! نہ گرد و غبار اُڑتا ہے، گھنٹے کی آواز سُن کر لوگ اِدھر اُدھر کترا جاتے ہیں، اور اُس کے لیے راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔

کتنا بڑا ڈیل ڈول خدا نے اِس کو دیا ہے! یہ صحرائی جانوروں میں سب سے بڑا اور قوی ہے۔

اِس کے پاؤں گویا عمارت کے ستون ہیں، آنکھیں چھوٹی چھوٹی مگر شوخ اور تیز ہیں، کان کیسے چوڑے چکلے ہیں جن کو پنکھے کی طرح جھلتا جاتا ہے!۔

ہاتھی کی گردن بہت چھوٹی ہے؛ مگر نہایت موٹی ہے، جو ایسی موٹی نہ ہوتی تو اِس کے سر کا بھاری بوجھ کیوں کر اٹھاتی! اوپر کے جبڑے میں سے کیا اچھے دو لمبے سفید دانت نکلے ہوئے ہیں! یہ بڑے ہی سخت اور وزنی ہوتے ہیں، دانت سب ہاتھیوں کے نہیں ہوتے؛ مگر سونڈ سب کے ہوتی ہے۔

ہاتھی کے تمام جسم میں سونڈ ہی عجیب و غریب چیز ہے، سر سے پاؤں تک

سنگ دل: سخت دل۔ تقریر: گفتگو۔ فرصت: وقت۔ چٹ کرنا: کھا جانا۔ حجت: ثبوت۔ آہٹ: چلنے کی آواز۔ کترا جانا: ہٹ جانا۔ ڈیل ڈول: جسامت۔ صحرائی: جنگلی۔ قوی: طاقت ور۔ شوخ: چمکیلی۔ جھلنا: ہلانا۔

لٹکی ہوئی ہے، کیسی گاؤدُم ہوتی چلی آئی ہے! یہی اِس کی ناک ہے، اور یہی اِس کا ہاتھ، اِس کو ہر طرف گھما سکتا ہے، اِس کے وسیلے سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز اٹھا سکتا ہے۔

ہاتھی اپنی سونڈ سے درختوں کو اُکھیڑتا اور شاخوں کو توڑتا ہے، درخت کی شاخ کو سونڈ میں لے کر پنکھے کی طرح جَھلا کرتا ہے، کوئی چھوٹا سا دانہ زمین پر پڑا ہو تو اُس کو بھی سونڈ کی نوک سے اٹھا سکتا ہے۔

اِس کو غسل کا بڑا شوق ہے، اپنی سونڈ میں پانی بھر کر بدن پر چھڑک لیتا اور پینے کے وقت مُنھ میں ڈال لیتا ہے، کوتاہ گردن ہونے کی وجہ سے اپنے منھ کو پانی تک نہیں پہنچا سکتا۔

''ایشیا'' اور ''افریقہ'' کے ملکوں میں یہ جانور پایا جاتا ہے، جب اِس کو بَنوں اور جنگلوں میں سے پکڑ کر آدمی سَدھا لیتے ہیں تو بڑا ہوشیار، حلیم اور فرماں بردار بن جاتا ہے۔

۱۰ ایک ہاتھی اور گیدڑ

جنگلی ہاتھی کو گیدڑوں نے تاکا، آپس میں کہنے لگے: جو کسی طرح سے یہ مارا جائے تو ہم کو بافراغت چار مہینے کی خوراک ہاتھ لگے، ایک بوڑھے خُرّانٹ گیدڑ نے وعدہ کیا، کہ دیکھو! میں کسی نہ کسی حیلے سے اِس کو ٹھکانے لگاتا ہوں۔

گاؤدُم: گاجر کی شکل کا، گائی کی پونچھ کی طرح۔ کوتاہ: چھوٹی۔ بَن: جنگل۔ سَدھانا: مانوس کرنا۔ حلیم: نرم مزاج۔ تاکنا: غور سے دیکھنا۔ بافراغت: آرام سے، کشادہ۔ خُرّانٹ: تجربہ کار۔ حیلہ: بہانہ۔

ایک روز مکّار گیدڑ ہاتھی کے پاس گیا، اور بہت ادب سے سلام کر کے بولا: جناب عالی! آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں! ہاتھی نے پوچھا: تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟۔

جواب دیا کہ: حضور! میں ایک غریب گیدڑ ہوں، اِس جنگل کے تمام جانوروں نے متفق ہو کر مجھ کو سفیر بنایا اور آپ کی خدمت میں بھیجا ہے؛ تا کہ آپ کے سامنے سب کی خواہش ظاہر کروں۔

حضور! یہ ایسا وسیع جنگل ہے جس کا انتظام بغیر ایک زبردست بادشاہ کے نہیں ہوسکتا، اور جب تک اچھا انتظام نہ ہو کوئی جانور امن، چین سے گذران نہیں کرسکتا، ہماری جنس میں حضور کے سوا کوئی بادشاہی کے لائق نہیں، اگر آپ اِس بڑے مَنْصَب کو قبول فرمائیں، تو ہم سب بہت شکر گزار ہوں گے، یہ سُن کر ہاتھی ذرا سوچنے لگا۔

گیدڑ نے پھر کہا کہ: حضور! اِس وقت سب قِسم کے جانور اِس صَلاح میں شریک ہیں، کسی کو کچھ عذر یا انکار نہیں ہے، شاید دیر لگنے میں کسی کی رائے بدلے اور آپس میں پھوٹ پڑے، بہتر یہ ہے کہ جلد تشریف لے چلیے اور اپنی بادشاہی کا اشتہار دیجیے۔

ہاتھی کو دولت اور حکومت کی طمع نے ایسا لُبھایا، کہ فوراً گیدڑ کے ساتھ ہولیا،

مکّار: دھوکہ باز۔ سفیر: قاصد۔ وسیع: کشادہ۔ انتظام: دیکھ بھال۔ جنس: ذات۔ مَنْصَب: عہدہ۔ صَلاح: مشورہ۔ طمع: لالچ۔ لُبھانا: گرویدہ بنانا۔

چلتے چلتے ایک تنگ رستے سے گذرے، جو ایک گہرے غار کے کنارے دور تک چلا گیا تھا، وہاں پہنچ کر گیدڑ نے اپنی چال تیز کی، ہاتھی بھی اُس کے پیچھے لپکا، ناگاہ اس کا پاؤں پھِسل گیا، اور دَھم سے گہرے غار کے اندر اوندھے منھ جا گرا۔

جب یہ مصیبت پیش آئی، تو بے چارا ہاتھی چنگھاڑا، اور بہت عاجزی سے گیدڑ کو پکارا: اے پیارے رفیق! کوئی ایسی تدبیر کر جو میری جان بچے، اب مکار گیدڑ مسکراتا ہوا لوٹا، اور جواب دیا: خداوند! لو میری دُم پکڑ کر اوپر چلے آؤ۔

اُس وقت ہاتھی کو معلوم ہوا، کہ جو کوئی لالچ کے مارے دغابازوں کی بات پر فریفتہ ہوتا ہے، اُس کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں، آخر ہاتھی غار کے اندر پڑا پڑا مر گیا، اور گیدڑوں کے غوْل نے اُس کو تکّا بوٹی کر کے بانٹ کھایا۔

قطعہ

وہ بڑا ہی کمینہ، پاجی ہے	جو دغا سے نکالتا ہے کام
ہوشیار آدمی کو لازم ہے	کام کا پہلے سوچ لے انجام

۱۱ ایک کتّا اور بلی

ڈالا ایک کتّے نے ایک بلی کو چیر	سانس ٹھنڈی بھر کے بولی وہ حقیر
رحم کھاتی میں اگر چوہے پہ گاہ	تو میرا کیوں حال ہوتا یوں تباہ

غار: گڑھا۔ لپکنا: جلدی جلدی چلنا۔ ناگاہ: اچانک۔ چنگھاڑنا: ہاتھی کا چیخنا۔ رفیق: ساتھی۔ خداوند: آقا۔ فریفتہ: گرویدہ۔ غوْل: گروہ۔ تکّا بوٹی کرنا: ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ کمینہ: بدخصلت۔ پاجی: ذلیل، شریر۔ ٹھنڈی سانس بھرنا: (محاورہ) ٹھنڈی آہ بھرنا، افسوس کرنا۔ حقیر: بے چاری۔ گاہ: کبھی۔

جو کیا تھا اُس کا پھل مجھ کو ملا	آہ! میں کس سے کروں اپنا گلا
ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں	ناؤ کاغذ کی سدا چلتی نہیں

۱۲ چوہے اور بلی

ایک بار چوہوں میں صَلاح ٹھہری، کہ آؤ! کسی طرح بلی کا کھٹکا مٹائیں جو ہماری قدیمی دشمن ہے، فوراً ایک بڑا جلسہ کیا گیا؛ تا کہ سب چوہے جمع ہو کر اپنی قوم کی سلامتی کے لیے مناسب تدبیر سوچیں۔

ایک نوجوان چوہا بھری مجلس میں دو پاؤں پر کھڑا ہو کر بولا: صاحبو! اگر بلی کے ظلم اور شرارت سے بچنا چاہتے ہو، تو اِس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی، کہ ایک گھنٹی بلی کی گردن میں باندھ دیں، جب وہ آئے گی تو ضرور گھنٹی بجے گی، اُس کی آواز سے ہوشیار ہو کر ہم اپنے اپنے سوراخوں میں جا چھپیں گے، اور دشمن کے حملے سے بچ جائیں گے۔

یہ نئی تدبیر سن کر سب نے وَاہ وَاہ اور خوشی کی تالیاں بجائیں؛ مگر ایک پرانا ضعیف چوہا اِس خوشی میں شریک نہ ہوا، وہ ایک چوہے کے سہارے سے اٹھا اور مسکرا کر بولا: اے میرے بھولے بھالے نوجوانو! کیا تم میں کوئی ایسا دِلاوَر، دِل جلا ہے جو بلی کی گردن میں گھنٹی باندھ سکے، اگر کوئی ہو تو میں بھی اُس کی صورت

گلا: شکایت۔ ظلم کی ٹہنی نہ پھلنا: (محاورہ) ظلم کبھی بار آور نہیں ہوتا، وہ ہمیشہ ویرانی لاتا ہے۔ کاغذ کی ناؤ سدا نہ چلنا: (مثل) دھوکہ سے ہمیشہ کام نہیں چلتا، دغا باز کی قلعی کبھی نہ کبھی کھل جاتی ہے۔ کھٹکا: خطرہ، ڈر۔ قدیمی: پرانی۔ سلامتی: حفاظت۔ خوشی کی تالیاں بجانا: خوشی منانا۔ دِلاوَر: بہادر۔ دل جلا: ہمّت والا۔

دیکھنا چاہتا ہوں، سنو! کام کا انجام دینا ایسا سہل نہیں جیسا زُبان سے کہہ دینا۔

بڈھے کی باتیں سن کر تمام چوہے دَم بہ خود رہ گئے، اور ایک دوسرے کا منھ تکنے لگے، ابھی جلسے پر خاموشی چھائی ہوئی تھی کہ ایک بلی جھپٹی، اور سب چوہے دُم دبا کر بھاگ گئے۔

صرف کہنے سے کہیں چلتا ہے کام!	کام کرنے کو ہمّت چاہیے

۱۳ اسلم کی بلی

از مؤلف

چھوٹی سی بلی کو میں کرتا ہوں پیار	صاف ہے، ستھری ہے، بڑی ہے کِھلاڑ
گود میں لیتا ہوں تو کیا گرم ہے!	گالے کے مانند رُواں نرم ہے
میں نہ چھیڑوں تو نہ جھلّائے وہ	میں نہ ستاؤں تو نہ غُرّائے وہ
کھینچ کے دُم اب نہ ستاؤں گا میں	گھر میں سے باہر نہ بھگاؤں گا میں
اب نہ ڈرے گی وہ میری مار سے	کھیلیں گے ہم دونوں بہت پیار سے
صحن میں، گھر میں، کبھی میدان میں	کھیلیں گے چپ چاپ ہر اک آن میں
گیند اُسے دوں گا میں جب آن کر	کھیلے گی وہ اُس کو چوہا جان کر
تاک لگائے گی، دبوچے گی وہ	مار جھپٹّا کبھی نوچے گی وہ
ہم نے بڑے پیار سے پالا اُسے	کہتے ہیں سب چوہوں کی خالہ اُسے

انجام دینا: پورا کرنا۔ دَم بہ خود رہنا: حیران ہونا، خاموش ہونا۔ جھپٹنا: حملہ کرنا، دوڑ کر جانا۔ دُم دبا کر بھاگنا: (محاورہ) ڈر کر بھاگ جانا۔ ہمّت: حوصلہ۔ کھلاڑ: کھیلنے والی۔ گالا: روئی کا گُھا۔ رُواں: جسم کے باریک بال، رونگٹا۔ جھلّانا: غصہ ہونا۔ غُرّانا: غصے سے غرغر کی آواز نکالنا۔ صحن: آنگن۔ آن: وقت، لمحہ۔ تاک لگانا: گھات لگانا، انتظار کرنا، نظر رکھنا۔ دبوچنا: پکڑ لینا، قابو میں کر لینا، دبانا، بھینچنا۔ جھپٹّا مارنا: پنجہ مار کر کوئی چیز لے لینا۔

۱۴ ایک اونٹ اور چوہا

ایک بھاگا ہوا اونٹ جنگل میں آوارہ پھرتا تھا، اور نکیل کی رسی زمین پر گھسٹ رہی تھی۔

ہری ہری جھاڑیوں کے جُھنڈ دیکھ کر ایک جگہ ٹھٹکا اور چرنے لگا، ایک جنگلی چوہے نے موقع پاکر اپنے دانتوں میں اُس کی ڈوری پکڑلی، اور چاہا کہ اونٹ کو اپنے گھر لے جائے۔

اطاعت کرنا تو اونٹ کی عادت ٹھہری، فوراً ڈوری کے سہارے پر چلنے لگا، یہاں تک کہ چوہا اپنے سوراخ پر جا پہنچا؛ مگر بے چارہ بہت حیران رہا جب اتنے قد و قامت والے مہمان کی سمائی اپنے تنگ مکان میں نہ پائی۔

ناچار چوہے نے سوراخ کھودنا شروع کیا، پھر بھی اتنا نہ کشادہ کرسکا کہ اُس کا مقصد پورا ہوتا، آخر شرمندہ ہوکر بیٹھ رہا۔

شاید تم ہنسوگے کہ بڑا ہی احمق چوہا تھا جس نے یہ بے ہودہ خیال باندھا، اور بے فائدہ کوشش کی؛ مگر تم غور کرو کہ جو آدمی فضول اور بے ہودہ کاموں میں اپنی عمر ضائع کرتے ہیں، کیا وہ اِس چوہے سے زیادہ نادان نہیں ہیں؟۔

کیا کیا خیال باندھے ناداں نے اپنے دل میں	پر اونٹ کی سمائی کب ہو چوہے کے بِل میں

آوارہ: پریشان۔ نکیل: مُہار۔ جھاڑی: درخت۔ جھُنڈ: درختوں کا جمگھٹا۔ ٹھٹکنا: رک جانا۔ اطاعت: فرماں برداری۔ قد و قامت: جسم۔ سمائی: گنجائش، کھپت۔ کشادہ: چوڑا۔ بے ہودہ خیال باندھنا: بے کار تصور کرنا، بے کار منصوبہ باندھنا۔ فضول: بے کار۔ نادان: ناسمجھ۔

۱۵ ایک شہری اور جنگلی چوہا

ایک چوہا شہر کے اندر کسی امیر کے گھر میں رہتا تھا، جہاں اچھی اچھی خوش مزہ چیزیں کھانے کو ملتی تھیں، ایک روز وہ اپنے جنگلی دوست کی ملاقات کو گیا، جس کا سوراخ کھیت کے کنارے تھا۔

جنگلی چوہے نے مہمان کی بڑی آؤ بھگت اور خاطر تواضع کی، جُوار کے دانے - جو اُس کو میسّر تھے - حاضر کیے، شہر کے چٹورے چوہے نے میزبان کی خاطر سے کچھ کھایا تو سہی؛ پر یہ روکھی سوکھی غذا اُس کو کیوں بھانے لگی۔

شہری تھا بڑا تمیز دار، پہلے تو اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا، فصل اور موسم کا حال پوچھا، اُس کے گذارے کی صورت دریافت کی، پھر بولا: بھائی! تم کیسے وِیران جنگل میں زندگی بسر کرتے ہو، جہاں کوئی مزے دار کھانا نصیب نہیں! آؤ! ذرا میرے ساتھ چلو، وہاں تم دیکھو گے کیسے کیسے اچھے گھر، اور کیا کیا لذیذ نعمتیں خدا کی دی ہوئی موجود ہیں!۔

جنگلی چوہے نے شہری دوست کی ضیافت بڑی خوشی سے قبول کی، شام کو دونوں روانہ ہوئے اور آدھی رات گئے گھر جا پہنچے، شہری نے اُس کو فوراً نفیس کھانے پر - جو گھر والوں کا بچا کھچا رکھا تھا - جا بٹھایا۔

امیر: مال دار۔ خوش مزہ: ذائقہ دار۔ آؤ بھگت کرنا: (محاورہ) تواضع کرنا، خاطر و مدارات کرنا، مہمان نوازی کرنا۔ خاطر تواضع: مہمان نوازی۔ میسّر ہونا: موجود ہونا، حاصل ہونا۔ چٹورا: لذیذ کھانوں کا شوقین۔ تمیز دار: ہوشیار۔ دریافت کرنا: معلوم کرنا۔ ضیافت: مہمانی۔ نفیس: عمدہ، اچھا۔

چوہے ابھی یوں ہی سا کھانے پائے تھے کہ بلی کی خوف ناک آواز کان میں آئی، ''میاؤں، میاؤں'' اب دونوں کے دل دھڑکنے لگے اور اوسان خطا ہو گئے، ناچار پتّا توڑ بھاگے اور سوراخ میں جا گھسے۔

جب بلی چلی گئی اور کچھ خطرہ باقی نہ رہا، تو شہری نے پھر کھانے کی تواضع کی، مگر جنگلی دوست نے بہت مِنّت سے واپسی کی اجازت چاہی، اور یوں کہتا ہوا چل دیا: یارو! اگر تمھارے شہر میں گذارے کا یہی وطیرہ ہے، تو تمھیں مبارک رہے، مجھ کو وہی اپنا بے وقوف گھر اور سادی غذا کافی ہے۔

از مؤلف

ملے خشک روٹی جو آزاد رہ کر	تو وہ خوف و ذلّت کے حلوے سے بہتر
جو ٹوٹی ہوئی جھونپڑی بے ضرر ہو	بھلی اُس محل سے جہاں کچھ خطر ہو

۱۶ ایک حریص بلی

بلی اک بڑھیا کے گھر میں تھی پلی	دو قدم ہرگز نہ تھی واں سے ٹلی
عمر بھر کچھ سوکھے ٹکڑوں کے سوا	مطلقاً کھائی نہ تھی اُس نے غذا
بھوک سے ایسی ہوئی تھی ناتُواں	چوہوں سے اپنے کترواتی تھی کان
ایک دن جو چڑھ گئی دیوار پر	گھر میں ہمسائے کے کھانا دیکھ کر

یوں ہی سا: تھوڑا سا۔ خوف ناک: ڈراؤنی۔ اَوسان خطا ہونا: ہوش اُڑ جانا۔ پتّا توڑ بھاگنا: رفو چکّر ہونا، بہت تیز بھاگنا۔ خطرہ: خوف۔ مِنّت: عاجزی، خوشامد۔ وطیرہ: طریقہ۔ بے وقوف گھر: بے سروسامان گھر۔ بے ضرر: بے نقصان۔ واں: وہاں۔ ٹلنا: ہٹنا۔ مطلقاً: بالکل۔ ناتُواں: کمزور۔ کان کترانا: عاجز ہونا۔ ہمسایہ: پڑوسی۔

گرتی پڑتی اور بَولائی ہوئی	خوان پر پہنچی وہ گھبرائی ہوئی
چُوب دستی ایک نے ماری اُسے	وہ لگی ہر چند تھی کاری اُسے
پَر سلامت لے گئی وہ اپنی جان	پہنچی واں بڑھیا کا جس جا تھا مکان
دم بہ دم کہتی تھی بڑھیا سُن بُوا	حرص کا آخر نتیجہ یہ ہوا

۱۷ چند نصیحتیں

ایک دوسرے کو دیکھو تو خوش ہو کر ملو اور سلام کرو، بھائی بہنوں سے محبت کرو، ماں باپ کی عزت اور بزرگوں کی تعظیم کرو۔

نیکوں کی پیروی اور بدوں کو نصیحت کرو، مصیبت زدوں کو تسلّی اور دِلاسا دو، ضعیفوں کی مدد کرو، قصورواروں کا قصور معاف کرو۔

بدی کے عوض بدی نہ کرو، تم سے ہو سکے تو برائی کا بدلہ بھلائی سے دو، کسی کا احسان مت بھولو، ادنیٰ احسان کی بھی شکرگزاری کرو۔

ہر بات کو دیکھو اور آزماؤ، جو بہتر ہو اُس کو اختیار کرو، جو ناقص ہو اُس سے کنارہ کرو، بے ادبوں سے ادب سیکھو: اِس طرح کہ جو وہ کرتے ہیں تم نہ کرو۔

ہر وقت ہوشیار رہو؛ کیوں کہ وقت تھوڑا اور کام بہت ہے، ہر روز اپنے کاموں کا حساب کرو، اور سمجھو کہ تم نے کیا کھویا اور کیا پایا، جس دن کوئی نئی بات نہ سیکھی تو سمجھ لو کہ وہ دن بے کار گیا۔

بَولانا: گھبرانا۔ خوان: دسترخوان۔ چُوب دستی: ہاتھ کی لکڑی۔ کاری: سخت۔ دم بہ دم: بار بار۔ بُوا: بہن۔
حرص: لالچ۔ مصیبت زدہ: پریشان۔ ادنیٰ: تھوڑا، چھوٹا۔ کنارہ کرنا: الگ رہنا۔

ہمیشہ سچ بولو، سچ سب آفتوں سے بچاتا ہے، جھوٹ سے پرہیز کرو؛ کیوں کہ وہ آخر کار تباہ کر دیتا ہے۔

تم دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک کرو جیسا تم اُن سے اپنے واسطے چاہتے ہو، کسی پر عیب نہ لگاؤ تو تم پر بھی عیب نہ لگایا جاوے گا، تم اوروں کی مدد کرو خدا تمھاری مدد کرے گا۔

کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا	کہ جو تم سے کوئی کرتا تمھیں ناگوار ہوتا

۱۸ ہماری گائے

رب کا شکر ادا کر بھائی	جس نے ہماری گائے بنائی
اُس مالک کو کیوں نہ پکاریں	جس نے پلائیں دودھ کی دھاریں
خاک کو اُس نے سبزہ بنایا	سبزے کو پھر گائے نے کھایا
کل جو گھاس چری تھی بَن میں	دودھ بنی وہ گائے کے تھن میں
سبحان اللہ! دودھ ہے کیسا!	تازہ، گرم، سَفید اور میٹھا
دودھ میں بھیگی روٹی میری	اُس کے کرم نے بخشی سِیْری
دودھ، دہی اور مٹّھا، مَسکہ	دے نہ خدا تو کس کے بس کا؟
گائے کو دی کیا اچھی صورت!	خوبی کی ہے گویا مورت!
دانہ دُنکا بھوسی چُوکر	کھالیتی ہے سب خوش ہوکر

سلوک: برتاؤ۔ ناگوار: ناپسند۔ سِیْری: تسکین۔ مٹّھا: چھاچھ۔ مسکہ: مکھّن۔ دُنکا: اناج کا دانہ۔ چُوکر: گیہوں یا جَو وغیرہ کے دانوں کے اوپر کی باریک کھال۔

کھا کر تنکے اور ٹھُٹیرے	دودھ ہے دیتی شام سویرے
کیا ہی غریب اور کیسی پیاری!	صبح ہوئی جنگل کو سِدھاری
سبزے سے میدان ہرا ہے	جھِیل میں پانی صاف بھرا ہے
پانی موجیں مار رہا ہے	چرواہا چُمکار رہا ہے
پانی پی کر چارہ چر کر	شام کو آئی اپنے گھر پر
دوری میں جو دن ہے کاٹا	بچّے کو کس پیار سے چاٹا!
گائے ہمارے حق میں ہے نعمت	دودھ ہے دیتی کھا کے بَنَسپُت
بچھڑے اُس کے بیل بنائے	جو کھیتی کے کام میں آئے
رب کی حمد و ثنا کر بھائی	جس نے ایسی گائے بنائی

۱۹ کلہاڑی اور درخت

ایک بڑھئی کسی بن میں گیا، جہاں اونچے اونچے سایہ دار درخت اپنی مضبوط شاخیں پھیلائے، اور سبز پتوں کی چھڑیاں لگائے بے کھٹکے بَن کی ہوائیں کھا رہے تھے۔

بڑھئی نے بہت مِنّت سے درخواست کی: اے ہرے بھرے درختو! تمھارا بڑا احسان مانوں گا، جو مجھ کو اتنی ایک لکڑی کاٹ لینے دو کہ میری کلہاڑی کے دستے کو کافی ہو۔

ٹھُٹیرے: جُوار یا باجرے کی شاخ۔ سِدھارنا: جانا، روانہ ہونا، راستہ لینا۔ جھِیل: بڑا تالاب۔ چُمکارنا: تھپکنا۔ بَنَسپُت: گھاس چارہ، درخت کے پتے۔ حمد و ثنا: تعریف، پاکی۔ چھڑی: شاخ۔ بے کھٹکے: بے خوف۔ مِنّت: عاجزی، خوشامد۔ دستہ: ہاتھا۔

اِن احمقوں نے مارے غُرور کے آگا پیچھا کچھ نہ سوچا، فوراً اجازت دے دی، بڑھئی نے اِس بات کو غنیمت جانا، اور ایک چھوٹی سی شاخ تراش کر دستہ تیار کر لیا۔

جب کلہاڑی میں دستہ پڑ گیا، پھر تو اُس نے یہ غضب ڈھایا کہ بڑے بڑے درختوں کو جڑ سے کاٹ کر پھینک دیا، اور بن کا ستھراؤ شروع کیا۔

اِس مصیبت کے خوف سے سارے بن میں کھلبلی مچ گئی، تمام درخت افسوس کر کے کہنے لگے: کہ اب کوئی علاج ممکن نہیں، ہم کو اپنے کرتوت کی سزا بھُگتنی چاہیے؛ کیوں کہ ہم نے اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی ماری ہے

قطعہ

پیش آئے جو مصیبت، پڑتی ہے سو بھگتنی	ہوتی ہے یوں تسلّی، مرضی یہی تھی رب کی
پر اپنے کَوتکوں سے آتی ہے جو مصیبت	ہوتی ہے ساتھ اُس کے شرمندگی غضب کی

۲۰ برسات اور گاؤں

کئی دن سے آسمان نظر نہیں آیا، نہ بادل پھٹا، نہ دُھوپ چمکی، پُروا ہوا لہک رہی ہے، بادلوں کے دَل چلے آتے ہیں، اندھیرا سا ہو جاتا ہے، گھنگھور گھٹا چاروں طرف چھائی ہوئی ہے، کیا چھما چھم مینہ برس رہا ہے! کبھی موسلا دھار ہے،

غرور: تکبر۔ غنیمت: قابلِ قدر۔ غضب ڈھانا: (محاورہ) آفت برپا کرنا، ظلم کرنا۔ کھلبلی: شور۔ کرتوت: برا کام۔ اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی مارنا: (مثل) اپنا برا آپ کرنا، خود ہی اپنا نقصان کر لینا۔ تسلی: اطمینان۔ کَوتک: کام، کرتوت۔ غضب: بہت۔ پُروا ہوا: پورب کی ہوا، بادِ صبا۔ لہکنا: جھومنا۔ دَل: جماعت، گروہ۔ گھنگھور گھٹا: کالا اور ڈراونی آواز والا بادل۔ چھما چھم: بارش گرنے کی آواز۔ موسلا دھار: زور سے دیر تک برسنے والا مینہ۔

کبھی ننھی ننھی پھُوار ہے، جنگل میں پانی پانی نظر آتا ہے، یا سبزہ لہلہاتا ہے، تال تلیّاں، جھیلیں منہا منھ لبریز ہیں، مرغابیاں تیر رہی ہیں: کوئی بازو پھڑ پھڑاتی ہے، کوئی ڈبکی لگاتی ہے، بگلا چپ چاپ پَر سمیٹے مچھلی یا مینڈک کی تاک میں کھڑا ہے، سارس "قیں، قیں" کرتا ہے تو سارا جنگل گُونج اٹھتا ہے۔

نالہ کناروں سے اُبل چلا ہے، پانی موجیں مارتا، بَل کھاتا، شور مچاتا چلا جاتا ہے؛ دھانوں کے کھیت پانی کا تختہ بن گئے ہیں، دھان میں ڈوبنے ہی سے جان آتی ہے، اِس کا ڈوبنا کسان کا تِرنا ہے، اِکھ بھی لہلہا رہی ہے، انگلوں روز بڑھتی ہے، باڑی، جُوار، باجرہ، مکئی سب زوروں پر ہیں: مگر اِن کو زیادہ پانی موافق نہیں؛ اِسی واسطے کسان نے کھیت کی میَنڈ کاٹ کر پانی کے نِکاس کا رستہ بنا دیا ہے۔

نظمِ مؤلف

گھٹا آن کر مِینہ جو برسا گئی	تو بے جان مٹّی میں جان آ گئی
زمیں سبزے سے لہلہانے لگی	کسانوں کی محنت ٹھکانے لگی
جڑی بوٹیاں ، پیڑ آئے نکل	عجب بیل ہے اور عجب پھول پھل!
ہر اک پیڑ کا اک نیا ڈھنگ ہے	ہر اک پھول کا اک نیا رنگ ہے
یہ دو دن میں کیا ماجرا ہو گیا	کہ جنگل کا جنگل ہرا ہو گیا
جہاں کل تھا میدان چٹیل پڑا	وہاں آج ہے گھاس کا بن کھڑا

لہلہانا: جھومنا، ہوا سے ہلنا۔ تال: تالاب۔ تلیّاں: چھوٹا تالاب۔ منہا منھ: پورا۔ لبریز: بھرا ہوا۔ نالہ: برساتی نہر، چھوٹی ندی۔ بَل کھانا: چکّر کھانا، لہرانا۔ تِرنا: تیرنا۔ اِکھ: گنّا۔ میَنڈ: باڑ۔ نِکاس: نکال، خروج۔ ماجرا: حالت۔

ہزاروں پھُدکنے لگے جانور	نکل آئے گویا مٹّی کے پَر

باغوں میں عجیب بہار آ رہی ہے! درختوں کا پتّا پتّا دُھل گیا ہے، کیا نِکھری ہوئی سبزی ہے! مور گھنے پتّوں کی ڈالیوں میں چھپے بیٹھے ہیں، جب بجلی چمکتی ہے اور بادل گرجتا ہے تو یک بارگی سب چیخ اُٹھتے ہیں؛ کویل بھی کیا پیاری آواز سے کُوکتی ہے! ابھی باغ کے اِس کھونٹ تھی ابھی اُدھر جا بولی؛ طوطے بھی چپکے چپکے آم کُتر رہے ہیں، ذرا کھٹکا ہوا اِن کی ڈار پھُر سے اُڑی؛ آموں کی ڈالیاں مارے بوجھ کے جھک پڑی ہیں، ٹپکا چُو رہا ہے، پکے پکے رسیلے آم، سرخ زرد سِینْدُوریا ٹپک رہے ہیں، یہ گرا ٹپ، وہ گرا ٹپ۔

میدان میں گائے بھینس چر رہی ہیں؛ مگر بھیگی جاتی ہیں، اِن کے پاؤں تلے ہَریاوَل ہے، سامنے کٹورا سا تال ہے، بستی سے جنگل میں خوش ہیں، گھر پر بندھی رہتیں تو مکھیوں اور مچھروں کے مارے سڑاسڑ دم ہلاتیں، پھر بھی چین نہ پاتیں، یہ موذی جانور اِن کا خون پیتے اور ستاتے پر ستاتے، اب مزے سے نہا رہی ہیں، جنگل کی ہوا کھا رہی ہیں، گُوالا کمبل اوڑھے لٹھ لیے پاس کھڑا ہے، کسی کو گلّے سے بچھڑنے نہیں دیتا۔

پھُدکنا: کودنا۔ نِکھری: تروتازہ۔ کُوکنا: کویل کا بولنا۔ کھونٹ: کونا، سمت۔ کھٹکا: آہٹ، اندیشہ۔ ڈار: پرندوں کی جماعت۔ ٹپکا چُونا: پکے ہوئے پھل کا درخت سے خود بہ خود گرنا۔ سِینْدُوریا: آم کی ایک قسم جس کے اوپر کا حصہ سرخ ہوتا ہے۔ ہَریاوَل: ہریالی، سبزی۔ گوالا: جانوروں کو پالنے اور دودھ دہی کا کاروبار کرنے والا۔ گلّہ: چوپایوں کا ریوڑ۔ بچھڑنا: جدا ہونا۔

جوں جوں مینہ برستا ہے کسانوں کا دل ہرا ہوتا ہے، ڈھور ڈنگروں کے لیے چارے کی اِفراط ہے، بِن سینچے کھیتی بڑھتی ہے، مینہ کا دن اُن کے لیے تعطیل کا دن ہے: یا چادر تان کر سوتے ہیں، یا چَوپال میں آ کر جمع ہوتے ہیں۔

۲۱ جب لاد چلے گا بنجارا (میاں نظیر اکبر آبادی)

ٹُک حِرص و ہَوا کو چھوڑ میاں! مت دِیْس بہ دیس پھرے مارا
قزّاق اَجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقّارا
کیا بَدھیا بھینسا بیل شتر، کیا گُوئیں پلّا سر بھارا
کیا گیہوں چاول مُوْٹھ مٹر، کیا آگ دھواں، کیا انگارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا
تُو بَدھیا لادے بیل بھرے جو پُورب پچھّم جاوے گا
یا سُوْد بڑھا کر لاوے گا یا ٹُوْٹا گھاٹا پاوے گا
قزّاق اَجل کا رستے میں جب بھالا مار گراوے گا

دل ہرا ہونا: خوش ہو جانا، دل باغ باغ ہو جانا، چہرہ پر رونق آ جانا۔ ڈھور ڈنگر: پالتو جانور۔ اِفراط: زیادہ۔ سینچنا: پودوں اور درختوں کو پانی پلانا۔ تعطیل: چھٹی۔ چَوپال: پنچایت گاہ۔ ٹُک: ذرا۔ حِرص: لالچ۔ ہَوا: خواہش۔ دِیْس بہ دیس: در بہ در۔ قزّاق اجل: موت کا فرشتہ۔ نقّارہ: بڑا ڈھول۔ بَدھیا: خصّی بیل، خصّی بکرا۔ شُتر: اونٹ۔ گُوئیں: ہل میں جوتے جانے والے بیلوں کی جوڑی۔ پلّا: ٹاٹ کا بڑا تھیلا (بورا) جس میں غلہ وغیرہ رکھتے ہیں۔ سر بھارا: ایک وضع کا تھیلہ جس کے سرے اٹکا کر پیٹھ پر لادتے ہیں۔ مُوْٹھ: ایک قسم کا غلّہ۔ ٹھاٹھ: شان و شوکت۔ لاد چلنا: بستر بوریا سمیٹ کر رخصت ہونا۔ بنجارا: سوداگر، ایک قسم کے خانہ بدوش ہندو۔ ٹُوْٹا: خسارہ، گھاٹا۔

دھن، دولت، ناتی، پوتا کیا؟ اِک کُنبا کام نہ آوے گا
سب ٹھاٹھ پڑارہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا
جب چلتے چلتے رستے میں یہ گُون تری ڈھل جاوے گی
اک بدھیا تیری مٹّی پر پھر گھاس نہ چرنے پاوے گی
یہ کِھیپ جو تونے لادی ہے سب حصّوں میں بٹ جاوے گی
دِھی پُوت جنوائی بیٹا کیا! بنجارن پاس نہ آوے گی
سب ٹھاٹھ پڑارہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا
کیوں جی پر بوجھ اُٹھاتا ہے اِن گُونوں بھاری بھاری کے
جب موت کا ڈیرا آن پڑا پھر دونے ہے بیوپاری کے
کیا ساز جڑاؤ زر زیور! کیا گُوٹے، تھان کناری کے!
کیا گھوڑے زین سنہری کے! کیا ہاتھی لال عمّاری کے!
سب ٹھاٹھ پڑارہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

۲۴ کھانے پینے کے آداب

کھانے سے پیشتر ہاتھ دھونا اور کلّی کرنا واجب ہے، اور جو ضرورت ہو تو ناک بھی صاف کر لینی چاہیے۔

دَھن: مال۔ ناتی: نواسا۔ کُنبا: خاندان۔ گُون: دورُخی بوری۔ کِھیپ: بوجھ۔ دِھی: بیٹی۔ پُوت: بیٹا، عزیز وقریب۔ جنوائی: داماد (اِس کا تلفظ غنّہ سے ہوگا)۔ بنجارن: بنجارے کی بیوی۔ ڈیرا کرنا: قیام کرنا۔ دونے: پتّوں کا پیالہ، (دونا چڑھانا: قبر پر پھول چڑھانا)۔ ساز: سامان۔ جڑاؤ: جواہرات سے جڑا ہوا۔ زر: سونا، روپیہ۔ گُوٹے: سونے، چاندی اور ریشم کے تاروں سے بُنی ہوئی لیس۔ تھان: کپڑے کی ایک معینہ مقدار۔ کناری: پانچ چھ انگل چوڑا گوٹا۔ عمّاری: ہاتھی کا ہودا (کجاوہ) جو اس کی پیٹھ پر بیٹھنے کے واسطے رکھتے ہیں۔ پیشتر: پہلے۔

کھانے کی چیزوں کو صاف سُتھرے کپڑے یا خوان یا تھالی میں رکھ کر کھانا چاہیے۔

کھانے کے لیے مناسب طور سے بیٹھو، لیٹ کر یا تکیہ لگا کر کھانا بُری بات ہے۔

کھانا اُس وقت کھاؤ جب بھوک خوب لگی ہو؛ ورنہ بن بھوک کھانا تو بیماری کو بلانا ہے۔

کھانا اُس وقت چھوڑ دو جب ذرا سی بھوک باقی ہو، جو ایسا کرتے ہیں وہ تن درست رہتے ہیں، جو زیادہ ٹھُورتے ہیں وہ آئے دن بیمار پڑتے ہیں۔

جو میسّر آئے اُس کو خوشی سے کھانا چاہیے، زیادہ نفیس چٹ پٹے کھانوں کی ہَوَس کرنا چٹورپن ہے، کھانے سے مقصود بدن کو قوت پہنچانا ہے نہ زبان کے مزے اڑانا۔

خدا کا نام لے کر کھانا شروع کیا کرو، اور خاتمے پر اُس کا شکر ادا کرو، چھوٹا لقمہ لو اور اچھی طرح چباؤ، چبانے سے خوب ہضم ہوتا ہے، پہلا نِوالا کھا لو تو دوسرا اٹھاؤ، کھانے میں عیب مت نکالو، پسند نہ ہو تو کم کھا لو۔

ہمیشہ اپنے سامنے سے کھانا چاہیے، ہاں! میوہ ہو تو کچھ مُضائقہ نہیں جس طرف سے چاہو اٹھا لو، کھانا بہت گرم ہو تو اُس میں پھونکیں نہ مارو، اتنی دیر صبر کرو کہ ٹھنڈا ہو جائے۔

پانی پینا ہو تو دائیں ہاتھ میں پیالہ لے کر پیو، کھڑے یا لیٹے لیٹے پینا نازیبا ہے، پینے سے پہلے پانی دیکھ لینا مناسب ہے: شاید کوئی تنکا، یا کوئی کیڑا اُس میں پڑا ہو۔

ٹھُورنا: نگلنا (یہ لفظ حقارتاً کھانے کے متعلق استعمال ہوتا ہے)۔ نفیس: عمدہ۔ چٹ پٹے: مزے دار۔ ہَوَس: لالچ۔ چٹورپن: مزے دار چیزیں کھانے کا چسکا۔ مضائقہ: حرج۔ نازیبا: برا۔

کھا چکنے کے بعد تمیز کے ساتھ سَنی ہوئی انگلیاں چاٹ لو، پھر رومال سے صاف کرو، کھانے کے ریزے احتیاط سے چُن کر الگ رکھ دو، دانتوں میں خِلال کرو، پھر انگلیوں سے دانت مانجو اور کلی کر کے منھ کو خوب صاف کرو۔

جو لوگ ادب قاعدے کے موافق کھانا نہیں کھاتے وہ **بے تمیز** سمجھے جاتے ہیں، پاس بیٹھنے والے اُن سے **نفرت** کیا کرتے ہیں۔

۲۳ ایک جُگنو اور بچہ

سناؤں تمھیں بات اک رات کی	کہ وہ رات اندھیری تھی برسات کی
چمکنے سے **جگنو** کے تھا اک **سَماں**	ہوا پر اڑیں جیسے چنگاریاں
پڑی ایک بچے کی اُن پر نظر	پکڑ ہی لیا ایک کو دوڑ کر
چمک دار کیڑا جو **بھایا** اُسے	تو ٹوپی میں جھٹ پٹ چھپایا اُسے
وہ **جھَم جھَم** چمکتا اِدھر سے اُدھر	پھرا کوئی رستہ نہ پایا مگر
تو غم گین قیدی نے کی **اِلتجا**	کہ چھوٹے شکاری! مجھے کر **رِہا**
خدا کے لیے چھوڑ دے چھوڑ دے	مری قید کے جال کو توڑ دے

بچّہ

کروں گا نہ آزاد اُس وقت تک	کہ میں دیکھ لوں دن میں تیری چمک

سَننا: آلودہ ہونا، لِتھڑنا۔ **بے تمیز:** بے وقوف، بدسلیقہ۔ **نفرت:** گِھن۔ **جگنو:** ایک قسم کا پردار کیڑا جس کے جسم سے روشنی نکلتی ہے۔ **سَماں:** منظر۔ **بھانا:** پسند آنا۔ **جھم جھم:** چمک دمک۔ **اِلتجا:** گزارش۔ **رِہا کرنا:** چھوڑنا۔

جُگنو

چمک میری دن کو نہ دیکھو گے تم	اُجالے میں ہو جائے گی وہ تو گم

بچّہ

ارے چھوٹے کیڑے نہ دَم دے مجھے	کہ ہے واقفیت ابھی کم مجھے
اجالے میں دن کے کھلے گا یہ حال	کہ اتنے سے کیڑے میں کیا ہے کمال
دھواں ہے، نہ شُعلہ، نہ گرمی، نہ آنچ	چمکنے کی تیری کروں گا میں جانچ

جُگنو

یہ قدرت کی کاری گری ہے جناب!	کہ ذرّے کو چمکائے جُوں آفتاب
مجھے دی ہے اِس واسطے یہ چمک	کہ تم دیکھ کر مجھ کو جاؤ ٹھِٹک
نہ اَلّڑھ پنے سے کرو پائے مال	سنبھل کر چلو آدمی کی سی چال

۲۴ اپنی عزّت آپ کرو

اگر تم چاہتے ہو کہ اور لوگ تمھاری عزّت کریں، تو ضروری ہے کہ اوّل تم اپنی عزّت آپ کرو۔

اِس بات سے تم کو تعجب ہوگا کہ آپ اپنی عزّت کیوں کر کریں؟ کیا اپنے آپ کو اوروں سے بڑا سمجھیں؟ دوسروں کو حقیر جانیں! نہیں، یہ تو نہایت غرور کی بات ہے، ایسی بُری صلاح میں تم کو ہرگز نہ دوں گا۔

دَم دینا: دھوکا دینا۔ واقفیت: جان کاری۔ شعلہ: آگ کی لپٹ۔ آنچ: تپش، گرمی۔ جوں: مانند۔ ٹِھٹکنا: تأمل کرنا، چلتے چلتے حیرت سے رُکنا۔ الّڑھ پنا: اناڑی پن، بھولا پن۔ پائے مال: برباد۔

"تم اپنی عزت آپ کرو" اِس بات کے کہنے سے میری مراد یہ ہے، کہ تم کسی کے ساتھ ایسا بُرا سلوک نہ کرو جو وہ تم کو بے عزّت سمجھے، یا تمھاری بے عزتی کا ارادہ کرے۔

جو شخص اپنی عزت چاہتا ہے وہ سب کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہے، نہ بُرا کہتا ہے نہ برا سنتا ہے، نہ اوروں کی ہتک کرتا ہے نہ ذلّت اٹھاتا ہے۔

جو شخص اوروں کو چھیڑتا، ستاتا، گالیاں دیتا ہے وہ خود بھی سنتا ہے؛ بدذات آدمی کی ہر بات کا ہرگز جواب نہ دو، نہ اُس کے پاس بیٹھو، ایسے شریروں کی صحبت تم کو بھی کمینہ پن کی باتیں سکھادے گی، پھر کوئی تمھاری عزت نہ کرے گا۔

بَد کی صحبت میں مت بیٹھو اُس کا ہے انجام برا	بد نہ بنے تو بد کہلائے، بد اچھا بد نام برا

۲۵ رُخصت کی عرضی

جناب عالی!

کل سے میری آنکھیں آ گئی ہیں، آج صبح ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں علاج کے واسطے گیا تو انھوں نے دوا لگادی، اور کتاب کے دیکھنے یا دھوپ کی طرف نظر کرنے کو بالکل منع فرمایا؛ اِس لیے مدرسہ میں حاضر نہ ہوسکا۔

حضور کی مہربانی سے امید ہے کہ غیر حاضری معاف کی جائے، اور دو روز کی رخصت جو ڈاکٹر صاحب نے تجویز کی ہے منظور فرمائی جائے۔

عرضی

کمترین نین سُکھ طالب علم درجہ ۶، مدرسہ تحصیلی سردھنہ۔ ضلع میرٹھ ۲۱ جولائی ۱۸۹۳ء

ہتک: بے حرمتی۔ بدذات: برا۔ کمینہ پن: نالائقی۔ آنکھیں آنا: آنکھیں دُکھنا۔ تجویز کرنا: مقرر کرنا۔ منظور: قبول۔ کمترین: نہایت حقیر۔

۲۶ کُتّا اور اُس کی پرچھائیں

از مؤلف

منھ میں ٹکڑا لیے ہوئے کتّا	ایک دریا کو تیر کر اُترا
پانی آئینہ سا رہا تھا چمک	نظر آتی تھی تہ کی مٹی تک
اپنی پرچھائیں پر کیا جو غور	اُس کو سمجھا کہ ہے یہ کتّا اور
منھ میں ٹکڑا دبا رہا ہے یہ	گہرے پانی میں جا رہا ہے یہ
حرص نے ایسا بے قرار کیا	جھٹ سے غُرّا کے اُس پہ وار کیا
جوں ہی ٹکڑے پہ اُس کے منھ مارا	اپنا ٹکڑا بھی کھو دیا سارا
واں نہ ٹکڑا، نہ اور کتا تھا	وہم تھا، وہم کے سوا کیا تھا!
یوں ہی جتنے ہیں لالچی نادان	کر کے لالچ اٹھاتے ہیں نقصان
باندھتے ہیں کہاں کہاں کے خیال	ہیں وہ کھو بیٹھتے گِرہ کا مال

۲۷ چغل خوری

چغل خوری سخت عیب ہے، کبھی کبھی اِس سے بڑا فتنہ فساد برپا ہو جاتا ہے، لوگوں کو ناحق تکلیف اور نقصان پہنچتا ہے، جب چغل خور کی قلعی کھل جاتی ہے تو اُس کو بے حد ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔

چغل خوری یہی نہیں کہ ایک کی بات دوسرے سے جا لگا دی؛ بلکہ کسی شخص کا کوئی کام ہو جس کے ظاہر کرنے سے اُس کے دل کو تکلیف پہنچے، اُس کا ظاہر کرنا

تہ: نیچے۔ پرچھائیں: سایہ۔ بے قرار: بے چین۔ وہم: برا خیال۔ نادان: ناسمجھ۔ گرہ کا مال: جیب کا مال، سرمایہ۔ چغل خوری: لگائی بجھائی کرنے کی عادت۔ قلعی کھلنا: بھید کھلنا، بھانڈا پھوٹنا۔ ندامت: شرمندگی۔

بھی چغل خوری ہے، ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے اور لکھنے سے بھی ہو سکتی ہے۔

چور کی چوری یا دغا باز کی دغا بازی کا ظاہر کرنا چغل خوری میں داخل نہیں ہے، ایسی باتوں کا ظاہر کرنا بے شک روا ہے؛ کیوں کہ اِن کے چھپانے سے لوگوں کا نقصان ہوتا ہے۔

چغل خور کی بات پر کبھی یقین نہ لاؤ، اُس کے کہنے سے کسی کی طرف بدگمانی مت کرو، چغل خور سے ہمیشہ نفرت رکھو، تمھارے رُو بہ رو کسی کی چغلی کرے تو منع کر دو، اور سمجھا دو کہ یہ بات برا کام ہے۔

اگر تم جانتے ہو کہ فلاں شخص چغل خور ہے، تو اُس کا عیب اور لوگوں کے سامنے بیان نہ کرو، اگر تم بیان کرو گے تو اُسی طرح تم بھی چغل خور بن جاؤ گے۔

شعر

چغلی ہے برا کام بچو اِس سے ہمیشہ	جو لوگ ہیں بے شرم انھیں کا ہے یہ پیشہ
یہ لت ہے بری اِس سے نہیں ہاتھ کچھ آتا	اکثر تو چغل خور ہے ذلت ہی اٹھاتا

۲۸ چھوٹی چیونٹی

از مؤلف

بڑی عاقلہ ہے بہت دُور بیں ہے	کہ فکر اپنی روزی کا تیرے تئیں ہے
اِس دھن میں پہنچی کہیں سے کہیں ہے	کبھی اپنے دھندے سے غافل نہیں ہے
اری چھوٹی چیونٹی! تجھے آفریں ہے	
نہیں کام سے شام تک تجھ کو فرصت	ذرا سی تو جاں اور اِس پر یہ محنت

روا: جائز۔ لت: عادت۔ دُور بیں: ہوشیار۔ تئیں: خود کو۔ آفریں: شاباش۔

بہت جھیلتی ہے مشقت، مصیبت	نہیں ہارتی پَر کبھی اپنی ہمّت

اری چھوٹی چیونٹی! تجھے آفریں ہے

کبھی کام تونے ادھورا نہ چھوڑا	کبھی تو نے تکلیف سے منھ نہ موڑا
بہت کام تونے کیا تھوڑا تھوڑا	ذخیرہ یہ جاڑے کی خاطر ہے جوڑا

اری چھوٹی چیونٹی! تجھے آفریں ہے

جو گرمی کی رُت میں نہ کرتی کمائی	تو جاڑے کے موسم میں مرتی بِن آئی
تجھے ہوشیاری یہ کس نے سکھائی	سمجھتی ہے اپنی بُرائی بھلائی

اری چھوٹی چیونٹی! تجھے آفریں ہے

نہ کھو وقت سُستی میں مہلت ہے تھوڑی	وہی کام کر جس سے مالک ہو راضی
کہ جس نے تجھے زندگانی عطا کی	یہ عمدہ سبق ہم کو دیتی ہے چیونٹی

اری چھوٹی چیونٹی! تجھے آفریں ہے

۲۹ سُستی اور چالاکی

جو آدمی وقت پر کام نہیں کرتا وہ سست یا کاہل کہلاتا ہے، ایسا آدمی عزّت یا نیک نامی حاصل نہیں کرسکتا، یہ خراب عادت اُس کو ہمیشہ ذلیل و خوار رکھتی ہے۔

سست آدمی اکثر خیال کرتا ہے کہ ابھی وقت بہت ہے، ذرا ٹھیر کر کام شروع کریں گے، اِسی سوچ بچار میں کام کا وقت نکل جاتا ہے۔

ذخیرہ: جتھہ، ڈھیر۔ جاڑا: سردی کا موسم۔ بِن آئی مرنا: بے موت مرنا۔ کاہل: سست۔ خوار: رسوا۔

چالاک آدمی وقت کو نہیں ٹالتا، وہ فوراً اپنے کام میں مشغول ہو جاتا ہے، جب تک کام کو پورا نہیں کر لیتا اُس کے دل کو چین نہیں آتا، ایسا آدمی ہمیشہ عزّت پاتا اور فائدہ اٹھاتا ہے۔

جو لڑکے سستی اور کاہلی میں اپنا وقت کھو دیتے ہیں وہ روز کا سبق روز یاد کر کے نہیں لاتے، استاد کو اچھی طرح آموختہ نہیں سناتے، اِسی واسطے سزا پاتے ہیں۔

اگر تم ایک لائق طالب علم بننا چاہتے ہو تو اپنے آپ کو کاہلی کی خراب عادت سے بچاؤ، صبح سویرے آنکھ کھل جائے تو پڑے پڑے کروٹیں نہ بدلا کرو، فوراً بستر سے الگ ہو جاؤ اور اپنے کام میں جی لگاؤ، وقت اتنا تنگ نہیں ہے جتنا کہ تم کاہلی سے اُس کو تنگ بنا دیتے ہو۔

وقت میں تنگی فراخی دونوں ہیں جیسے ربڑ	کھینچنے سے بڑھتی ہے چھوڑے سے جاتی ہے سکڑ

نقل

ایک کاہل آدمی سے کسی نے پوچھا: کیوں صاحب! اتنے دن چڑھے تک آپ بستر پر پڑے پڑے کیا کیا کرتے ہیں؟۔

کاہل نے جواب دیا: کہ میں ایک بڑے بھاری مقدمہ کے فیصلے میں مصروف رہتا ہوں، کاہلی کہتی ہے: کہ ابھی اٹھنا بے فائدہ ہے، ذرا آرام کرو۔ چالاکی کہتی ہے: کہ فوراً اٹھو، نہیں تو وقت چلا! پھر دونوں اپنے اپنے قول کی دلیلیں

ٹالنا آگے پیچھے کرنا۔ آموختہ پڑھا ہوا، دور۔ لائق قابل۔ فراخی کشادگی۔ دن چڑھنا سورج کا بلند ہونا۔ مقدمہ دعوی۔ مصروف مشغول۔ قول بات۔

پیش کرتی ہیں، میں دونوں کا بیان بہت غور سے سنتا رہتا ہوں، اور ابھی کچھ فیصلہ نہیں کرنے پاتا کہ ناشتے کا وقت ہو جاتا ہے۔

اُس آدمی نے کہا: حضرت! ایسا ہی مقدمہ ہے تو نہ کبھی اِس کا فیصلہ ہوگا، نہ آپ وقت پر اٹھ سکیں گے۔

گھوڑ دوڑ میں کُدائی کی بازی تھی ایک دن	تازی پہ کوئی تُرکی پہ اپنے سوار تھا
جو ہچکچا کے رہ گیا سو رہ گیا اِدھر	جس نے لگائی ایڑ وہ خندق کے پار تھا

۳۰ ایک گھوڑا اور سایہ (از مؤلف)

ایک گھوڑا تھا نہایت عیب دار	اپنے سایہ سے بِدکتا بار بار
اُس سے مالک نے خفا ہو کر کہا:	سن تو احمق! جس سے تو ہے ڈر رہا
جسم کا تیرے ہی تو سایہ ہے وہ	نے درندہ ہے نہ چوپایہ ہے وہ
جسم رکھتا ہے نہ اُس کے جان ہے	تو بڑا ڈرپوک اور نادان ہے
یوں دیا گھوڑے نے مالک کو جواب	سچ کہا: یہ آپ نے لیکن جناب!
آدمی سے بڑھ کے میں وہمی نہیں	اَن ہوئی باتوں کا جس کو ہے یقیں
بھوت کا قصّہ کہانی کے سوا	کچھ نشاں گھر میں نہ جنگل میں پتا
بھوت سے ڈرنا بھی کوئی بات ہے!	کیا ہی وہمی آدمی کی ذات ہے!

کدائی کی بازی: گھوڑوں کے کدانے کا مقابلہ۔ تازی: عربی گھوڑا۔ ترکی: ترکستان کا گھوڑا۔ ہچکچانا: جھجھکنا، گھبرانا۔ ایڑ لگانا: پاؤں کی ایڑی سے گھوڑے کو دوڑنے کا اشارہ کرنا۔ خندق: کھائی۔ عیب دار: نقص والا۔ بدکنا: بھڑکنا۔ خفا: ناراض۔ وہمی: شک کرنے والا۔ اَن ہوئی بات: نہ ہوئی بات۔

سایہ تو آنکھوں سے آتا ہے نظر	کیا عجب ہے جو ہوا مجھ پر اثر
اپنے دُکھ کا کیجیے اوّل علاج	دوسروں کا پوچھیے پیچھے مزاج

۳۱ لِکھنا پڑھنا

لکھنا پڑھنا نہایت مفید ہنر ہے، اِس ہنر سے آدمی کو بڑی قوت حاصل ہو جاتی ہے، بہت سی ضروری باتیں ہیں جن کو آدمی یاد نہیں رکھ سکتا، یاد کے نقصان کا علاج اِسی ہنر سے ہو سکتا ہے، جو لوگ اِس ہنر کو اچھی طرح کام میں لاتے ہیں، اُن کے تمام کام بہت خوبی اور آسانی کے ساتھ انجام پاتے ہیں۔

جو آدمی لکھنا پڑھنا جانتے ہیں وہ اپنی آمد و خرچ کا، لین دین کا، تجارت کا حساب کتاب لکھ لیتے ہیں، بَنیوں کا قول ہے:

پہلے لکھ اور پیچھے دے	بھول پڑے کاغذ سے لے

کبھی بھول چوک سے، کبھی **بددیانتی** سے آپس میں جھگڑا فساد ہو جاتا ہے، اِس فساد کو مٹانے کے واسطے **اقرار نامہ**، **پٹہ**، **قُبولیت**، **تَمَسُّک**، **بیع نامہ**، **وصیت نامہ** لکھا جاتا ہے۔

سلطنت کا کام بھی اِسی ہنر سے **رونق** پاتا ہے: سزا، قانون، انتظام کے قاعدے، حق حقوق، مقدموں کے فیصلے لکھے جاتے ہیں، گاؤں گاؤں کا **دستور**،

بددیانتی: بے ایمانی۔ **اقرار نامہ**: وہ دستاویز جس میں کسی بات کا وعدہ لکھا ہو۔ **پٹّہ**: وہ دستاویز جو کاشتکار، مالکِ زمین کو کرائے کے بابت لکھ کر دے۔ **قُبولیت**: پٹّے کا اقرار نامہ۔ جو کاشت کار کی طرف سے بہ حق زمین دار لکھا جاتا ہے۔ **تَمَسُّک**: وہ تحریر جو قرض کی سند میں قرض دار، قرض خواہ کو لکھ دے۔ **بیع نامہ**: کسی چیز کی فروخت کا دستاویز۔ **وصیت نامہ**: تحریری وصیت۔ **رونق پانا**: ترقی پانا، آرائش پانا۔ **دستور**: قانون۔

کھیت کھیت کا رقبہ، پیداوار، محصول سب سرکاری دفتروں میں تحریر ہوتا ہے۔

اِس ہنر کے جاننے والے دور بیٹھے آپس میں گفتگو کر سکتے ہیں، پروانہ، عرضی، خط، رُقعہ بھیج کر اپنا اپنا خیال ایک دوسرے پر ظاہر کر دیتے ہیں۔

اِس ہنر کے وسیلے سے صدہا برس کے مُردوں کی آواز ہمارے کان میں آرہی ہے، اُن کے نیک و بد کام، اُن کے برے بھلے خیال، اُن کا علم و ہنر، اُن کی شجاعت، اُن کا غم و غصّہ، اُن کی خوش بیانی، اُن کی نصیحتیں، یہ سب باتیں اُن کی لکھی ہوئی کتابوں سے اِس طرح سنائی دیتی ہیں جس طرح اُن کی زبان سے سنتے۔

افسوس ہے! کہ برے آدمی اِس اچھے ہنر کو بھی برا بنا دیتے ہیں، فریبی اور دغاباز آدمی جعل کرتے ہیں، جھوٹی باتیں لکھتے ہیں، نادان آدمی کتابوں میں حماقت اور بے حیائی کی باتیں تحریر کرتے ہیں، بری کتابوں کا پڑھنا بھی ایسا ہی برا ہے جیسا برے آدمیوں کی صحبت میں بیٹھنا۔

۳۲ کاموں کی تقسیم

ہر شخص کو زندگی بسر کرنے کے لیے خوراک، لباس اور مکان کی ضرورت ہے؛ لیکن ہر ایک شخص وہ سب کے سب پیشے اور کام نہیں سیکھ سکتا جن سے یہ ضروری چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔

رقبہ: احاطہ، پھیلاؤ۔ محصول: ٹیکس۔ تحریر: لکھا ہوا۔ پروانہ: حاکم یا عدالت کی طرف سے جاری کیا جانے والا حکم نامہ، وارنٹ۔ عرضی: تحریری درخواست۔ رُقعہ: پرچی۔ صدہا: کئی سو۔ شجاعت: بہادری۔ خوش بیانی: اچھی تقریر۔ جعل: فریب، بناوٹ۔

ہر آدمی کو لوہار، بڑھئی، کسان، چمار، جُولاہا، درزی اور معمار ان سب کا پیشہ اختیار کرنا دشوار ہے، اِسی واسطے ہر شخص اپنی پسند کے موافق ایک پیشہ اختیار کرتا ہے۔

کوئی شخص لوہار کا کام کرتا ہے، لوہے کے اوزار ہتھیار یا برتن بناتا ہے؛ کوئی وکیل ہے جو قانون کے موافق حاکم سے انصاف چاہتا ہے؛ کوئی طبیب ہے جو بیماریوں کو پہچانتا اور اُن کا علاج کرتا ہے؛ کوئی سپاہی ہے جو ہتھیار باندھ کر غَنِیم کا مقابلہ کرتا ہے۔

جب کوئی آدمی ایک ہی قسم کا کام یا پیشہ کرتا رہتا ہے، تو رفتہ رفتہ وہ بڑا ہنرمند اور استاد بن سکتا ہے، وہ اپنی دانائی اور مہارت سے اُس کام کو زیادہ مفید بنا سکتا ہے، اور اُس کے انجام دینے کا بہتر طریقہ ایجاد کر سکتا ہے۔

کاموں کی تقسیم سے انسانی گِروہ کو بڑا فائدہ پہنچتا ہے، یہ تقسیم نہ ہوتی تو کوئی پیشہ اور ہنر ترقی نہ پاتا؛ بلکہ ہر کام ناقص رہتا اور دیر میں ہوتا۔

۳۳ تجارت

ہر آدمی کوئی کام یا پیشہ کرتا ہے، اور اپنی محنت کی پیداوار یا اپنی کمائی کو دوسرے پیشہ والوں سے ضروریات کے وقت بدل لیتا ہے۔

اِس مُبادلہ کی ضرورت نے انسان کو تجارت کا پیشہ سکھایا، ایک گروہ نے یہ کام اختیار کر لیا کہ وہ ہر ایک کاری گر اور پیشہ ور کا مال مول لیتا اور دوسروں کے ہاتھ بیچتا ہے، اِسی کو بیوپار یا سوداگری یا تجارت کہتے ہیں۔

غَنِیم: دُشمن۔ رفتہ رفتہ: دھیرے دھیرے۔ ایجاد کرنا: وجود میں لانا، نئی بات پیدا کرنا۔ گِروہ: جماعت۔
مبادلہ: ادل بدل۔ مول لینا: خریدنا۔

بعض چیزیں ایسی ہیں کہ وہ ایک شہر یا ملک میں پیدا ہوتی اور بنائی جاتی ہیں، دوسرے شہروں اور ملکوں میں جا کر بکتی ہیں؛ کیوں کہ وہاں اُن کی خواہش زیادہ ہے۔ اگر کاری گر یا پیشہ ور اپنا اپنا مال لے کر خود ہی فروخت کرتے پھرا کرتے تو اُن کا بڑا حرج ہوتا، جب بیچنے کے لیے اُن کو سفر کرنا پڑتا تو کچھ عرصہ تک ضرور اُن کا کام بند رہتا۔

سوداگر یا تاجر پیشہ وروں سے خریدتا اور گاہکوں کے ہاتھ بیچ ڈالتا ہے، ایک جگہ کا مال دوسری جگہ لے جاتا ہے، جہاں زیادہ خواہش ہے وہاں پہنچاتا ہے، پیشہ وروں اور خریداروں کا وقت بچاتا ہے، اِس کے عِوض میں خود بھی نفع اٹھاتا ہے۔

سوداگری نہایت ضروری اور عمدہ پیشہ ہے، جس قدر تجارت بڑھتی جاتی ہے اُسی قدر صنعت اور پیشے کو رونق ہے، آدمیوں کو محنت کرنے کا زیادہ موقع ملتا ہے، اُن کی کمائی اور دولت ترقی پاتی ہے۔

۳۴ سِکّہ

دھات کے ہم وزن ٹکڑے، جن پر کسی حاکم یا بادشاہ کے نام کا ٹھپّہ ہوتا ہے وہ سِکّے کہلاتے ہیں، جیسے آج کل پائی، پیسہ، اَدھنّا تانبے کا سِکّہ ہے؛ دُوَنّی، چَوَنّی، اَٹھنّی اور روپیہ چاندی کا، اشرفی سونے کی۔

حرج: نقصان۔ عرصہ: مدّت۔ عِوض: بدلہ۔ صنعت: کاری گری۔ دھات: وہ معدنی جوہر جس میں پگھلنے کی صلاحیت ہو۔ ٹھپّہ: مُہر، چھاپ۔ اَدھنّا: دو پیسے یا آدھ آنے کا تانبے کا سکہ۔ دُوَنّی: دو آنے کی مقدار کا چاندی کا سکہ۔ چَوَنّی: چار آنے کی مقدار کا چاندی کا سکہ۔ اَٹھنّی: آٹھ آنے کی مقدار کا چاندی کا سکہ۔

حاکم یا بادشاہ کے نام کا ٹھپّہ اِس بات کی سند اور ضمانت ہے کہ سِکّہ کھری دھات کا ہے، اور جو وزن اس کا معیّن ہے اُس میں پورا ہے، جو لوگ کھوٹے سکے بناتے اور چلاتے ہیں وہ حاکم کے حکم سے سزا پاتے ہیں۔

جب تک سکہ کا رواج نہ ہوا تھا چیزوں سے چیزوں کا مبادلہ ہوتا تھا، جس طرح گاؤں اور قصبوں میں ضرورت کے وقت اب بھی ہوتا ہے: غلہ دے کر ترکاری خریدتے ہیں، کپاس کے بدلے گھی تیل اور نمک لے آتے ہیں۔

سکے کے بغیر روزمرّہ کے چھوٹے موٹے لین دین تو ہو سکتے ہیں؛ مگر بڑی تجارتوں کا چلن ممکن نہیں، خاص کر بڑے شہروں میں جہاں طرح طرح کے پیشے ہوتے ہیں سکے کی سخت ضرورت ہے۔

اگر سکے کی چلن نہ رہے تو تم خیال کر سکتے ہو، کہ سرکاری خزانہ میں روپے کے تُوڑوں کے بہ جائے کیا ہو؟ ہر قسم کا غلّہ، میوے، ترکاریاں، ہر جنس کے چوپائے، ہر طرح کے اسباب اور کاٹھ کباڑ محصول کے طور پر جمع ہوا کرے، اور وہی سب سرکاری ملازموں کی تن خواہ میں تقسیم ہو۔

اگر سکے نہ ہوتے، تو ایک مَن گیہوں یا چنا اور گھی خریدنے کے واسطے اُپلوں کا مالک پوری دو گاڑی بھر کر منڈی لے جایا کرتا، اِسی طرح بڑے بڑے حاکموں کو اُن کی تن خواہ کے طور پر غلہ اور اسباب دیا جاتا تو اُس کے رکھنے کو اُن کا مکان ہر گز کافی نہ ہوتا۔

سند: ثبوت، گارنٹی۔ ضمانت: ذمہ داری۔ تُوڑا: روپیوں کی تھیلی۔ کاٹھ کباڑ: فضول سامان، ٹوٹا ہوا سامان۔
اُپلا: گوبر کا پاتھا ہوا ایندھن۔

سکے سے تجارت اور لین دین میں بڑی سہولت ہوتی ہے، ہر شخص اپنی محنت یا اپنے مال کے عوض میں سکہ لے لیتا ہے، اور جب چاہتا ہے اُن کے بدلے میں اپنی خواہش اور ضرورت کے موافق ہر چیز خرید سکتا ہے۔

دھات اور سب چیزوں سے زیادہ مضبوط اور وزنی ہوتی ہے: وزنی ہم اُس چیز کو کہتے ہیں جو جگہ کم گھیرتی ہے، تمام دھاتوں میں تانبا چاندی اور سونا بہت اچھے ہیں، اِسی واسطے اُن کا سکہ بنایا جاتا ہے۔

۳۵ گفتگو کے آداب

ہمیشہ مناسب آواز سے گفتگو کیا کرو: نہ تو اتنی دھیمی ہو کہ سنائی نہ دے، اور نہ اتنی سخت ہو کہ سننے والے کو ناگوار گزرے، بولنے میں اِس قدر تیز اور شِتابی نہ کرو کہ بات سمجھ میں نہ آئے، نہ اِس قدر رُک رُک کر بولو کہ سُننے والے کا جی اکتا جائے۔

جب کسی سے گفتگو کرنا چاہو تو اول موقع اور وقت کو دیکھ لو، بات کیسی ہی اچھی یا ضروری ہو؛ لیکن بے موقع یا بے وقت کہو گے تو ضرور بری معلوم ہوگی۔

کسی شخص سے ایسی بات نہ کہو جس کو وہ سمجھ نہ سکے، یا جس کے سننے کی اُس کو رغبت نہ ہو، یا جس کے سننے سے اُس کے دل کو رنج اور صدمہ پہنچے۔

چُھری کا، تیر کا، تلوار کا تو گھاؤ بھرا	لگا جو زخم زباں کا، رہا ہمیشہ ہرا

کسی کی بات کاٹنا سخت عیب ہے، جب تک دوسرے شخص کی گفتگو ختم نہ ہولے تم ہرگز شروع نہ کرو؛ البتہ کوئی سخت ضرورت ہو تو اول اُس شخص سے معافی مانگو

ناگوار: ناپسند۔ شِتابی: جلدی۔ صدمہ: دکھ۔ گاؤ: زخم۔

تب بات کہو، یہ بھی بڑی حماقت ہے، کہ پوچھیں اور سے جواب دینے لگو تم۔

بات کو زبان سے پیچھے نکالو، پہلے اُس کو سوچ لیا کرو، بِن سوچے بولنا بے وقوفی ہے، ایک ہی بات کو بار بار کہنا، ایک ہی لفظ کو دُہرانا نہ چاہیے؛ بات بات پر ہاتھ ہلانا، منھ بنانا، آنکھیں مٹکانا، بھوؤں سے اشارہ کرنا بھی بہت برا معلوم ہوتا ہے۔

گفتگو کے وقت بہت تیزی اور غصّہ ظاہر کرنا، سخت لفظ بولنا، گڑگڑانا، ہاتھ جوڑ کر بات کہنا، بے حیائی اور مسخرے پن کی باتیں زبان پر لانا، اپنے منھ سے اپنی تعریف کرنا بڑا ذلیل کام ہے، اِس سے ہمیشہ پرہیز کرو۔

ایسی باتیں لوگوں کے سامنے بیان نہ کیا کرو جس کی سچائی میں تم کو آپ شک ہو، اگر اتفاق سے ایسی بات کہنی پڑے تو اُس کے ساتھ ہی اپنا شک بھی ظاہر کردو، کسی کے اعتقاد، یا مذہب، یا بزرگوں کی شان میں برا لفظ ہرگز زبان پر نہ لاؤ۔

بزرگوں یا حاکموں سے گفتگو کرنی ہو تو اول اُن سے اجازت چاہیں، جب اجازت دیں تو ادب کے ساتھ بات چیت کرو، بات کو بنا کر یا بڑھا کر نہ کہو، صاف اور مختصر کہو۔

جب چھوٹوں سے گفتگو کرو تو نرمی اور مہربانی سے کرو، غُرور اور شیخی نہ جتاؤ، کوئی حقارت کا لفظ نہ بولو، کسی قُصور پر ملامت کرنی ہو تو ہمیشہ تنہائی میں کرو۔

دوستوں کے جلسے میں بیٹھ کر بے ہودہ گپّیں نہ ہانکو، جو بات ہو ایسی ہو کہ اُس سے تم یا تمھارے دوست کو فائدہ پہنچے، جس بات سے نفع نہ ہو اُس کے کہنے

مٹکانا گھمانا، ہلانا۔ گڑگڑانا: خوشامد کرنا۔ بے حیائی بے شرمی۔ مسخرے پن ٹھٹھا، مذاق۔ اعتقاد عقیدہ۔
شیخی جتانا بڑائی مارنا۔ ملامت کرنا برا بھلا کہنا۔ بے ہودہ بے کار۔ گپ بکواس، بے تکی بات۔

سے چُپ رہنا بہتر ہے، ایسی بحث کبھی نہ چھیڑو جس سے دوستوں کے دل کھٹے ہو جائیں اور دوستی میں خلل پڑے، کبھی کبھی ہنسی اور دل لگی کی بات کا بھی مضائقہ نہیں؛ مگر اُس کی عادت نہ ڈالو۔

جو بات کہو صاف ہو سُتھری ہو بھلی ہو	کڑوی نہ ہو کھٹی نہ ہو، مصری کی ڈلی ہو

۳۶ بچّہ اور ماں

اچھی امّاں مجھے بتادو ابھی	کیوں ہے؟ بچہ کی مامتا اتنی
تم کو بچہ سے کیوں یہ اُلفت ہے؟	کس لیے اِس قدر محبت ہے؟
ماں نے بچے کو یوں جواب دیا:	حَیف! تم جانتے نہیں بیٹا!
کیسا لیٹا ہے یہ خوش و خُرّم	نہ کوئی فکر ہے نہ کوئی غم!
نہ تو روتا، نہ بِلبلا تا ہے	گود میں کیا ہُمک کے آتا ہے!
مسکراتا ہے کیا ہی خوش ہو کر	جیسے چڑیا مگن ہو ڈالی پر
جب کہ سونے کا وقت آتا ہے	میرے سینے سے چمٹا جاتا ہے
جب کہ آنکھوں میں نیند آتی ہے	بستر اُس کا میری چھاتی ہے
نیند لے کر ہنسی خوشی سے اُٹھا	پھول گویا کھِلا چنبیلی کا
لگ گئی بھوک کہہ نہیں سکتا	پیاری نظروں سے ہے مجھے تکتا
پیار کا میرے بس یہی ہے سبب	نہیں آتا بیان میں مطلب

ڈلی: ٹکیہ، کسی چیز کا چھوٹا ٹکڑا۔ مامتا: ماں کی محبت۔ اُلفت: محبت۔ حَیف: افسوس۔ خُرّم: خوش۔ بِلبِلا نا: بے قرار ہونا۔ ہُمکنا: اچھلنا، کودنا۔ مگن: مست، خوش۔ تکنا: دیکھنا۔

۳۷ ماں اور بچّہ

بولی بچے سے ماں: میرے پیارے	صدقے اماں جواب دو بارے
کہ ہے بچے کو ماں سے اُلفت کیوں؟	رکھتا ہے اِس قدر محبت کیوں؟
دیا بچے نے یوں جواب: سنو!	اے ہے امّاں خبر نہیں تم کو!
مجھ کو تکلیف سے بچاتی ہو	پیار سے گود میں بٹھاتی ہو
جی مرا بدمزہ اگر ہو جائے	میرے دُکھ کا تمھیں اثر ہو جائے
مجھ کو ہو درد، تم کو حیرانی	چپکے چپکے کرو نگہبانی!
پیار کرتی ہو، منھ دُھلاتی ہو	اچھے کھانے مجھے کھلاتی ہو
اور سب سے جو آرہے ہیں نظر	تم زیادہ ہو مہرباں مجھ پر
جانتا ہوں زیادہ سب سے تمھیں	چاہتا ہوں اِسی سبب سے تمھیں
پیاری اماں کہا نہیں جاتا!	نہیں مطلب بیان میں آتا!

۳۸ حکایت

ایک بار لقمان حکیم کو زمانے کی گردش نے کسی کسان کا غلام بنا دیا، جو سخت جاہل اور نہایت غافل آدمی تھا۔

حکیم نے آقا کو نصیحت کرنی چاہی، مگر سوچا کہ یوں زبانی باتوں سے اُس کے مُردہ دل پر کچھ اثر ہوتا ہوا نظر نہیں آتا؛ اس لیے مناسب موقع کا منتظر رہا۔

صدقے: قربان، فدا۔ اَمّاں: ارے میاں، ارے بھائی۔ بارے: ایک مرتبہ۔ جی بدمزہ ہونا: بیمار ہونا۔ حیرانی: پریشانی۔ گردش: تغیر، انقلاب۔

ایک روز آقا نے یہ حکم دیا کہ جاؤ! کھیت میں گیہوں بو دو، حکیم نے فوراً جو لے جا کر بکھیر دیے، مگر مالک اُس وقت دیکھنے کو نکلا جب کھیتی تیاری کے قریب پہنچ گئی تھی۔

اُس نے اپنے حکم کے برخلاف گیہوں کے بہ جائے جو اُگے ہوئے پائے، تو نہایت غضبناک ہوکر غلام سے پوچھا: کیا میں نے تجھ سے گیہوں بونے کی فرمائش نہیں کی تھی؟۔

حکیم نے جواب دیا: حضور! بے شک میں نے آپ کے حکم کے خلاف جو بودیے؛ لیکن مجھ کو امید یہی ہے کہ غلہ اٹھانے کے وقت ہم یہاں سے گیہوں سمیٹ کرلے جائیں گے۔

اِس جواب نے کسان کے غصہ کو اور بھی زیادہ بھڑکا دیا، وہ غضب ناک ہوکر بولا: کیا اُلٹی سمجھ کا آدمی ہے! بھلا یہ کب ممکن ہے کہ بوئیں جو اور کاٹیں گیہوں!۔

اب حکیم کے نزدیک نصیحت کا مناسب موقع آگیا تھا، اُس نے نہایت نرمی سے کہا: حضرت! یہ بات تو میں نے آپ ہی کے طور طریق سے سیکھی ہے؛ کیوں کہ میں ہمیشہ دیکھتا ہوں کہ آپ گناہ اور بدی میں مصروف رہتے ہیں؛ لیکن پھر بھی خدا سے جزائے خیر کے اُمیدوار ہیں۔

نتیجہ کیوں کر اچھا ہو نہ ہو جب تک عمل اچھا	نہیں بویا ہے تخم اچھا تو کب پاؤ گے پھل اچھا
کرو مت آج کل حضرت! برائی کو ابھی چھوڑو	نہیں جو کام اچھا وہ نہ آج اچھا نہ کل اچھا
برے کرتب بھی کرنے اور توقع نیک نامی کی	دماغ اچھا سنوارو تم، نہیں ہے یہ خلل اچھا
جو ہو جائے خطا کوئی کہ آخر آدمی ہو تم	تو جتنا جلد ممکن ہو، کرو اُس کا بدل اچھا

حضور: جناب۔ جزائے خیر: اچھا بدلہ۔ تخم: بیج۔ کرتب: کام۔ توقع: امید۔ خلل: بگاڑ۔

۳۹ حکایت

ایک جوڑا مرغابیوں کا اور ایک کچھوا مدّت سے ایک ہی تالاب میں بسر کرتے تھے، ہمسائیگی کے باعث آپس میں نہایت پیار، اخلاص ہو گیا تھا۔

ایک بار ایسی خشک سالی ہوئی کہ ناچار مرغابیوں کو وہاں سے کوچ کرنا پڑا، وہ بہت افسوس کے ساتھ اپنے عزیز ہمسایہ سے رخصت ہونے لگیں، کچھوا اُن کی جدائی سے نہایت غم گین ہوکر مِنّت کرنے لگا کہ مجھ کو بھی اپنے ہمراہ لے چلو!

مرغابیوں نے اِس عجیب درخواست کے منظور کرنے سے عذر کیا: کہ ہم زمین پر چل نہیں سکتے، تو ہوا پر اُڑ نہیں سکتا، پھر ہمارا تیرا ساتھ ہو تو کیوں کر ہو!۔

آخر کار دوست کی خاطر سے دونوں مرغابیوں نے ایک لکڑی اپنے پنجوں میں لی، اور کچھوے سے کہا: کہ اِس کو منھ میں پکڑ کر لٹک جا؛ لیکن راستے میں بولا تو تو جائے گا!۔

جب کہ مرغابیاں کچھوے کو اُڑا لیے جاتی تھیں اتفاقاً ایک شہر کے اوپر سے گذر ہوا، لوگوں نے یہ انوکھا تماشہ دیکھ کر بہت شور وغُل مچایا، اُس وقت بے وقوف کچھوے سے خاموش نہ رہا گیا، غُل مچانے والوں کو جواب دینے کا ارادہ کیا، بات کا شروع کرنا تھا کہ لکڑی اُس کے منھ سے چھوٹ گئی، وہ دَھم سے نیچے گِرا، اور گرتے ہی بے دَم ہو گیا۔

مرغابی: ایک پانی کا پرندہ۔ بسر کرنا: زندگی گذارنا۔ ہمسائیگی: پڑوس۔ مِنّت کرنا: خوشامد کرنا، عاجزی کرنا۔ انوکھا: عجیب۔ دَھم: گرنے کی آواز۔

مرغابیوں نے اُس نافہم دوست کی حالت پر بہت افسوس کیا! اور یوں کہتی ہوئی اڑی چلی گئیں: جو دانا دوستوں کی نصیحت پر عمل نہیں کرتا اُس کی ایسی ہی بُری گت ہوتی ہے۔

قطعہ

اِس سے دنیا میں نہیں کوئی زیادہ بدبخت	جو نہ دانا ہو نہ داناؤں کا مانے کہنا
آج آفت سے بچی جان، تو کل خیر نہیں	ایسے نادان کا مشکل ہے سلامت رہنا

۴۰ حکایت

ایک دن باز نے کہا: میاں مُرغے! تم بڑے ہی بے وفا، بے مُروّت اور ناشُکرے ہو! دیکھو! آدمی کس محبت سے تم کو پالتے ہیں، دانہ پانی کی خبر لیتے ہیں، پھر بھی تمھارا یہ حال ہے کہ مالک پکڑنا چاہتا ہے تو بھاگے بھاگے پھرتے ہو، خود بھی تھکتے ہو اور مالک کو بھی دِق کرتے ہو۔

مجھ کو دیکھو! جنگل کا پکھیرو، پہاڑ کا پرند، ہوا پر اڑنے والا؛ مگر جہاں دو چار دن رہا آدمیوں میں بس اُن کی خُو سے واقف ہوا، اور اُن کا نمک کھایا پھر تو ایسا مطیع اور فرماں بردار ہوتا ہوں کہ اشاروں پر کام کرتا ہوں، جب شکار پر چھوڑتے ہیں تو پنجے جھاڑ کر اُس کے پیچھے پڑتا ہوں، کوسوں دور نکل جاتا ہوں؛ مگر اپنے آقا کو نہیں بھولتا، ذرا واپسی کا اشارہ پایا خوشی خوشی اُڑتا چلا آیا۔

نافہم: ناسمجھ۔ گت: حالت۔ بدبخت: بدنصیب۔ دانا: عقل مند۔ بے وفا: دھوکا باز۔ بے مُروّت: بداخلاق۔
دِق کرنا: تنگ کرنا۔ پکھیرو: پرندہ، پنچھی۔

مرغے نے جواب دیا: میاں باز! اِس میں شک نہیں کہ تم بڑے شکاری ہو، بلند ہمت ہو، چُست و چالاک ہو؛ لیکن بھائی! قصور معاف! تم میں بات سمجھنے کی لیاقت ہے نہیں، اگر تم تھوڑا غور کرتے اور میری اور اپنی حالت کا فرق پہچانتے تو ہرگز بے وفائی اور کج ادائی کا طعنہ مجھ کو نہ دیتے۔

میں نے سیکڑوں مرغ حلال ہوتے اور سیخ پر بھُنتے اپنی آنکھ سے دیکھے ہیں؛ مگر تم نے کسی باز کو ذبح ہوتے یا کباب کیے جاتے دیکھا تو کیا کبھی سنا بھی نہ ہوگا، اِس صورت میں اگر میں چوکنّا رہوں اور مالک کی طرف سے میرے دل میں دُھکڑ پُکڑ ہو، تو میں عقل مندوں کے نزدیک ملامت کے قابل نہیں ہوں، اور تم اپنے آقا پر اطمینان رکھو تو کچھ تعریف کے مستحق نہیں ہو۔

۴۱ حِرص و طمع

جب بھوک، پیاس، گرمی، سردی ستاتی ہے تو انسان کو خواہش ہوتی ہے کہ اِن تکلیفوں کو دور کر کے آرام حاصل کرے، اگر یہ خواہش نہ ہوتی تو زندگی دشوار ہو جاتی۔

اکثر ہوتا ہے کہ آدمی صرف تکلیفوں کے دور کرنے پر قناعت نہیں کرتا؛ بلکہ وہ اپنی خواہش کو حاجت سے زیادہ بڑھا دیتا ہے، خواہش کا حد سے بڑھنا حرص و طمع کہلاتا ہے۔

حریص آدمی کو آرام اور اطمینان کم نصیب ہوتا ہے، جس قدر عیش کا سامان بڑھتا ہے حرص و طمع بھی بڑھتی جاتی ہے، وہ ہمیشہ محتاج ہی رہتا ہے، کبھی خدا کا شکر نہیں کرتا۔

لیاقت: صلاحیت، قابلیت۔ کج ادائی: بے وفائی۔ طعنہ دینا (محاورہ) ملامت کرنا۔ سیخ: لوہے کی سلاخ جس پر کباب بھونتے ہیں۔ دُھکڑ پُکڑ: خوف، ڈر۔ ملامت: ڈانٹ ڈپٹ، لعن طعن۔ قناعت: صبر۔

حریص آدمی اپنی خواہشوں کا غلام ہوتا ہے، وہ لالچ میں اندھا بن جاتا ہے کہ انجام کو نہیں سوچتا، وہ اوروں کی حق تلفی کرتا اور اپنا بھلا چاہتا ہے۔

جو آدمی حریص و طامع ہوتا ہے وہ دوسروں کی مدد بھی کم کرتا ہے؛ اِس لیے اُس کے دوست کم ہوتے ہیں، وہ اوروں کو خوش حال دیکھ کر جل مرتا ہے، اُن کی بدخواہی کرتا ہے، بدخواہی سے عداوت اور عداوت سے ہزار طرح کے فساد ہوتے ہیں؛ اِس لیے اُس کا وقت جھگڑے بکھیڑے میں تلف ہوتا ہے، اتنی فرصت نہیں پاتا کہ کچھ کمال حاصل کرے۔

دوسروں کی دیکھا دیکھی بچوں کو بھی حرص و طمع کا مرض لگ جاتا ہے، وہ نفیس کپڑا لذیذ کھانا چاہتے ہیں، میسّر نہیں آتا تو ماں باپ کا دم ناک میں کرتے ہیں، آخر اُن کی نظروں سے گر جاتے ہیں، گھر میں اُن کی کوئی عزت نہیں کرتا۔

جن بچوں کو چٹور پن کی بُری لت پڑ جاتی ہے وہ علم و ہنر کے سیکھنے میں جی نہیں لگاتے، وہ چوری اور بد نیّتی بھی کرنے لگتے ہیں، جب تک اِس بدعادت کو نہیں چھوڑتے ہمیشہ ذلیل و خوار رہتے ہیں۔

جو ہمیشہ باحیا اور نیک بچے ہیں وہ اچھے کھانے اور اچھے کپڑے پر جان نہیں دیتے، جو کچھ گھر میں میسّر آتا ہے اُس کو خوش ہو کر کھاتے پہنتے ہیں، ماں باپ کا احسان مانتے اور خدا کا شکر کرتے ہیں۔

اندھا بننا: جان بوجھ کر کسی بات پر دھیان نہ دینا۔ حق تلفی کرنا: حق مارنا۔ طامع: لالچی۔ بکھیڑا: لڑائی۔ تلف: برباد۔ ناک میں دم کرنا: ستانا۔ نظروں سے گر جانا: (محاورہ) ذلیل و بے قدر ہونا، حقیر سمجھا جانا۔ باحیا: شرمیلا۔

بھوک پیاس ایک درد ہے، کھانا پینا اس کی دوا۔ گرمی، سردی یا موسم کی سختی ایک بیماری ہے، کپڑا لتّا اُس کا علاج۔ دوا اور علاج کو اتنا مت بڑھاؤ کہ وہ خود بیماری بن جاوے۔

۴۲ ہمسایہ

انسان تنہا رہنے کے لیے نہیں بنایا گیا، اُس کی حاجتیں ایسی ہیں جو ایک دوسرے کی مدد سے پوری ہوتی ہیں؛ اِس لیے انسان گروہ بنا کر رہتے اور ایک جگہ آباد ہوتے ہیں۔

جن شخصوں کے گھر قریب قریب ہوتے ہیں وہ ہمسائے کہلاتے ہیں، جو نیک اور شریف آدمی ہیں وہ ہمیشہ اپنے ہمسائے کی مدد کرتے ہیں۔

انسانوں میں بدتر وہ انسان ہے جس سے اُس کا ہمسایہ ناراض ہو، ہمسایہ بُرا ہو یا بھلا اُس کے ساتھ نیکی کرو، اگر نیک ہے تو تم نے اُس کا حق ادا کیا، اگر بد ہے تو تم اُس کی بدی سے محفوظ رہو گے، اُس کی فضیحت نہ کرو، اُس کے عیبوں کو اپنے عیبوں کی طرح چھپاؤ۔

اگر اتفاقاً ہمسائے سے کچھ رنجش ہو جائے تو خاموشی کے ساتھ آپس میں ہی فیصلہ کرو، عدالت میں نالش فریاد لے کر نہ جاؤ؛ کیوں کہ عدالت کا فیصلہ بڑی قیمت میں حاصل ہوتا ہے، پھر بھی وہ دونوں کی کدورت کو دور نہیں کر سکتا۔

جو سعادت مند بچے ہیں وہ اپنے ہمسایوں کا کام کاج نہایت خوشی سے

لتّا: چیتھڑا۔ فضیحت: رسوائی، ذلت، بدنامی۔ رنجش: جھگڑا، ناراضگی۔ نالش: فریاد۔ کدورت: رنجش، میل۔

کرتے ہیں، پاس پڑوس کی غریب اور بے کس بوڑھیوں کا سَودا سُلف بازار سے لا دیتے ہیں، اور وہ اُن کو اپنے دل سے پیار کرتی اور دُعائیں دیتی ہیں، خدا ایسے بچوں کی عمر میں برکت دیتا اور اُن کو خوش نصیب بناتا ہے۔

۴۳ نشست و برخاست کے آداب

چلنے میں جلد بازی ہرگز نہ کرو، بے وجہ دوڑنا، جھپٹنا چھچھورا پن ہے؛ لیکن اتنی سستی بھی نہ چاہیے کہ وقت ضائع ہو، سردی کے وقت میں تیز قدم اور گرمی کے وقت میں آہستہ چلنا مناسب ہے، شیخی سے اکڑ کر یا نزاکت سے مٹک کر چلنا رِذالوں کا طریقہ ہے، جب چلو رستہ دیکھ کر چلو، بار بار پیچھے مڑ کر دیکھنا بے وقوفی ہے، سواری ہو تو ایسی تیز نہ ہانکو کہ کسی کو صدمہ یا تکلیف پہنچے۔

بیٹھو تو پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھو، نہ کسی کی طرف پشت کرو، خاص کر بزرگوں کی طرف؛ سر کو یا ہاتھ کو زانو پر رکھ کر نہ بیٹھو، یہ سستی کی علامت ہے، جب حاکموں یا بزرگوں کے سامنے جاؤ تو بلا اجازت نہ بیٹھو، تپائی، کرسی یا مونڈھے پر نشست ہو تو پاؤں اُٹھا کر نہ بیٹھو۔

کوئی بے فائدہ حرکت نہ کرو، جیسے: ہاتھ ہلانا، ناک یا منھ میں انگلی دینا، کپڑے کو منھ میں لینا، انگلیاں چٹخانا۔ اگر جلسہ ہو تو انگڑائی، جُمائی اور ڈکار لینے سے پرہیز کرو، بار بار تھوکنا بھی عیب ہے، ناک صاف کرنے کی ضرورت ہو تو

بے کس: عاجز۔ سَودا سُلف: کھانے پینے اور برتنے کا سامان جو بازار سے خریدا جاتا ہے۔ نشست: بیٹھنا۔ برخاست: اٹھنا۔ چھچھورا پن: کمینہ پن۔ نزاکت: نازنخرہ۔ رِذالہ: بدمعاش۔ مونڈھا: بانس کی بنی ہوئی کرسی۔ چٹخانا: انگلیوں کی آواز نکالنا۔

اِس طرح صاف کرو کہ حاضرین نہ دیکھیں، نہ آواز سنیں، آستین یا دامن سے صاف کرنا بے تمیزی ہے؛ اِس کے لیے رومال چاہیے۔

جب کسی محفل، مجلس یا جلسے میں جاؤ تو ایسی جگہ بیٹھو جو تمھارے رُتبے کے لائق ہو، اگر ناواقفیت سے بے موقع بیٹھ گئے ہو تو جب معلوم ہو فوراً اپنی جگہ آہستگی سے واپس آؤ، اگر جگہ نہ ملے تو گھبرانا یا برا ماننا نہ چاہیے، چپ چاپ وہاں سے الگ ہو جاؤ۔

غیروں کے روبرو سوائے ہاتھ پاؤں اور چہرے کے بدن کا کوئی حصّہ نہ کھولو، ناف سے لے کر زانو تک ہر وقت پوشیدہ رکھو، خواہ جلسہ ہو خواہ تنہائی؛ البتہ ضرورت کے وقت مضائقہ نہیں، جیسے: غسل وغیرہ۔ غرض چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے میں کوئی حرکت ایسی نہ ہو جس کو دیکھ کر کوئی نفرت کرے، یا کسی کو تکلیف پہنچے۔

ادب سے ہی انسان انسان ہے	ادب جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے
جہاں میں ہو پیارا نہ کیوں کر ادب	کہ ہے آدمیّت کا زیور ادب
نہ ہو جس کو اچھے برے کی تمیز	نہ وہ گھر میں پیارا، نہ وہ باہر عزیز
بٹھاتے نہیں بے ادب کو قریب	یہ سچ بات ہے ”بے ادب بے نصیب“

۴۴ زراعت

(۱) پودے کے حصّے

پودا تم نے دیکھا تو ہے؟ جی ہاں! دیکھا ہے، اچھا بتاؤ تو سہی! پودا کسے کہتے ہیں؟ چھوٹے اور ملائم پیڑ کو پودا کہتے ہیں، وہ کس چیز پر اُگتا ہے؟ زمین پر۔

یہ پودا اُکھیڑ لو، بتاؤ! اِس حصے کو جو پیلا پیلا ہے اور جس میں سوت کے سے

محفل: انجمن، سبھا۔

ریشے ہوتے ہیں زمین کے اندر وہاں اُس کی کیا حالت ہوتی ہے؟ بڑھا کرتی ہے۔

اچھا یہ بتاؤ! جڑ کیا کام دیتی ہے؟ تم نہیں جانتے تو ہم سے سنو: ایک تو پودے کو زمین تھامے رہتی ہے، دوسرا کام اُس کا یہ ہے کہ پودے کے لیے زمین میں سے خوراک حاصل کرتی ہے۔

کیا پودے کو بھی کھانے پینے کی حاجت ہے؟ بے شک اُس کے بھی جان ہے، اور سب جان داروں کی طرح اُس کی زندگی بھی کھانے پینے پر ہے، اگر پودے کو غذا نہ ملے یا جڑ کاٹ ڈالو تو وہ مر جائے گا، پودے کا منھ کیا ہے؟ یہی جڑ جس کے ذریعہ سے وہ اپنی خوراک زمین سے لیتا اور بڑھتا ہے، اُس کی غذا کو ہم کھاد یا کھات بولتے ہیں۔

(۲) پودے کے حصّے

جڑ سے اوپر کا حصہ جو زمین سے نکلا ہوا ہے کیسا سخت اور ہرے رنگ کا ہے، بتاؤ! اِس کو کیا کہتے ہیں؟ جناب! اِس کو تنہ کہتے ہیں۔

تنہ کیا کام دیتا ہے؟ وہ پتّیاں اور پھول پیدا کرتا ہے، اچھا پتّوں سے

ریشہ: پھل کا تار، درخت کی رگ۔ تھامنا: پکڑے رکھنا۔

نوٹ: سب جان داروں کی زندگی کھانے پر موقوف ہے، پودا بھی جان دار ہے، اُس کی زندگی بھی کھانے ہی سے ہے، پودا جس مقام پر پیدا ہوتا ہے اُسی جگہ رہتا ہے، وہیں سے چھوٹے سے بڑا ہوتا ہے، اور آخر کار مر سڑ کر وہیں خاک میں مل جاتا ہے، جہاں وہ ہوتا ہے اُسی حصّۂ زمین سے اپنی غذا لیتا ہے، اُس کو غذا (کھاد) جڑ کے ذریعہ سے ملتی ہے، پودے کی جڑ کیسی ضروری چیز ہے!

نوٹ: ہر جنس اپنی جنس پیدا کرتی ہے، طلبہ کو خوب سمجھانا چاہیے کہ صرف یہی کام نہیں ہے، کہ گیہوں کے بیج سے گیہوں، یا لال گیہوں سے لال، سفید سے سفید اور سخت سے سخت پیدا ہوگا نہیں! بلکہ جو بھلائی برائی ہوگی وہی اُس کی پیداوار میں ہوگی، کم زور بیج کی پیداوار کم زور ہوتی ہے، غرض جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے۔

کیا فائدہ؟ پتیاں بھی پودے کے لیے غذا حاصل کرتی ہیں، جس طرح جڑ زمین میں سے غذا لیتی ہے اُسی طرح پتیاں ہوا میں سے لیتی ہیں۔

پھول بھی تنے پر پیدا ہوتے ہیں، رنگ برنگ کے اور بہت خوب صورت! تم جانتے ہو! پھول کا کام کیا ہے؟ پھول کا کام ہے پھل دینا، پھل میں بیج ہوتے ہیں، پکا بیج زمین میں بونے سے نیا پودا ہوتا ہے۔

کسی پودے کا بیج لو، زمین کھودو اور مِٹّی کو نرم اور باریک کر کے اُس میں بو دو تو کیا ہوگا؟ تین چار دن بعد وہی پودا پیدا ہوگا جس کا بیج تم نے بویا تھا: گیہوں سے گیہوں کا پودا اُگا، چنے سے چنے کا۔

(۳) پودے کی غذا

تم کو یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ پودے کی بھی جان ہے، کھانے ہی پر اُس کی زندگی ہے، اور اُس کی خوراک کھاد یا زمین ہوتی ہے، آؤ! اُسے آزما کر دیکھیں!۔

یہ پودا اُکھیڑ کر الگ رکھ دو، دیکھو! پتیاں کیسی مرجھا گئیں، پودا تو سوکھ ساکھ کر بالکل مُردہ سا ہو گیا! تم سمجھے بھی یہ کیوں مر گیا؟ بے چارہ مرتا نہیں تو کیا کرتا! جڑ تو اکھڑ ہی گئی جو زمین سے کھاد لے کر اُس کو پہنچاتی تھی، اِسی کے سہارے زندہ تھا، ہاں! تو کھاد نہ ملنے سے مرا۔

نوٹ: ایک برتن میں شکر، دوسرے میں نمک، تیسرے میں طوطیا (ایک زہر ہے) میں مٹّی گھولو، اور کئی گھنٹے رکھا رہنے دو، مٹّی تو بیٹھ جائے گی اور سب چیزیں پانی میں گھلی ملی رہیں گی، اِن کو جدا جدا صافی میں چھانو: شکر کے پانی کا مزہ میٹھا ہوگا، نمک کے پانی کا نمکین، طوطیا کا پانی دیکھنے ہی سے معلوم ہو جائے گا کہ اُس میں طوطیا موجود ہے، پودے کی غذا جو مٹّی میں ہوتی ہے شکر، نمک اور طوطیا کی طرح پانی میں حل ہو جاتی ہے، مٹّی حل نہیں ہوتی، جب پودے کی جڑ پانی کی آل (رطوبت) کو چوستی ہے تو پانی میں ملی ہوئی غذا اُس کو پہنچتی ہے۔

پودے کو پانی کی بھی بڑی ضرورت ہے، وہ اپنی غذا بغیر پانی کے زمین سے لے ہی نہیں سکتا، اِس کا بھی امتحان کرو، مٹّی کے دو برتنوں میں پودے لگاؤ: ایک برتن میں تو پانی دیتے رہو، اُس کا پودا خاصہ ہرا رہے گا، دوسرے برتن میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ ڈالو، تو اُس کا پودا سوکھ کر مر جائے گا۔

دیکھو! برسات میں پانی برستا ہے تو قسم قسم کے پودے زمین پر پیدا ہو جاتے ہیں، اور جب تک زمین میں آل (نمی) باقی رہتی ہے وہ ہرے بنے رہتے ہیں، گرمی کے موسم میں زمین سوکھ جاتی ہے تو پودے بھی خشک اور مُردہ ہو جاتے ہیں، غرض سوکھی زمین پر پودا نہیں جی سکتا، پانی ہی سے اُس میں جان آتی ہے۔

اچھا! اب ایک پودے کو تول کر جلاؤ، تو تم دیکھو گے کہ بہت بڑا حصّہ تو جل جلا کر ہَوا میں جا ملا، باقی کیا رہ گیا؟ تھوڑی سی راکھ، سنو! جو حصہ ہَوا ہو گیا یہ وہی تو تھا جس کو پتیاں ہوا سے لیتی ہیں، جو راکھ بچی یہ وہ حصہ ہے جس کو جڑ نے پانی کے ساتھ زمین سے حاصل کیا تھا۔

(۴) پودے کی پیداوار

یہ تو بتاؤ! بوئے ہوئے پودوں کے کون سے حصّے ہمارے کام آتے ہیں؟ گاجر اور مولی کی جڑیں ہم کھاتے ہیں، شلجم اور چُقندر کیا ہے؟ ہاں یہ بھی جڑیں ہیں۔

نوٹ (۱) گیہوں حقیقت میں پھل ہے، مگر ایسا پھل جس کا بیج پھل سے جدا نہیں ہو سکتا۔ (۲) طالب کو یہ بھی بتاؤ کہ "آل" جڑ ہے جس سے لال رنگ نکلتا ہے؛ ہلدی تنہ ہے جس سے زرد رنگ نکلتا ہے؛ نیل کی پتی سے خوب صورت نیلا رنگ نکلتا ہے جس کو نیل کہتے ہیں؛ کسم کے پھل سے سرخ رنگ اور تن کے بیج سے زرد رنگ نکلتا ہے، اِسی طرح یہ بھی بتاؤ کہ آم، امرود، آڑو، ناشپاتی، انار وغیرہ پھل ہیں؛ بادام، پستے وغیرہ بیج ہیں۔

اِیکھ (اُوکھ) کا تنہ ہم چوستے ہیں، آلو، اروی، (گھُیاں) زمین قند کی ترکاری بناتے ہیں، اور شکر قند کو اُبال کر کھاتے ہیں، یہ بھی ایک قسم کے تنے ہیں جو زمین کے اندر رہوتے ہیں۔

پالک، سوئے، میتھی اور خُرفے کی پتیوں کا ساگ پکاتے ہیں، پُودینہ اور دھنیا کی چٹنی بناتے ہیں، گوبھی اور کچنال کے پھول پکا کر کھاتے ہیں، کھیرے، ککڑی، خربوزہ، تربوز، لوکی، کدو اور سیم کے پھل کھاتے ہیں۔

اناج جو ہم کھاتے ہیں سب کے سب بیج ہیں، گیہوں، جَو، جوار، مکئی اور باجرے کا آٹا پیس کر روٹی پکاتے اور کھاتے ہیں، مٹر، چنا، مونگ، ماش کی دالیں پکاتے اور بھُنا کر کھاتے ہیں۔

سرسوں کے بیج سے کڑوا تیل، تل اور تلی کے بیج سے میٹھا تیل نکالتے ہیں، اُن میں پکوان پکاتے ہیں، چراغ میں بھی جلاتے ہیں۔

(۵) فصلیں اور جنسیں

تم یہ جانتے ہو کہ سال میں تین فصلیں ہوتی ہیں: خریف، ربیع اور فصل زائد؛ مگر یہ بھی جانتے ہو کہ ہر ایک فصل میں کون کون سی جنسیں بوئی جاتی ہیں؟۔

سنو! خریف کی فصل میں جو جنسیں بوتے ہیں اُن میں ضروری یہ ہیں:

غلہ دانہ کی جنسیں: دھان، مکئی، جوار، باجرا، کاکُن، مڑوا، کُودوں۔

نوٹ: بیج دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک کو دال دوسرے کو دانہ کہتے ہیں، جیسے: سیم، بادام وغیرہ، ایسے بیج اُگتے ہیں تو پہلے دو سبز پتیاں نکلتی ہیں، پس دانہ ایسے بیجوں کو کہتے ہیں جن کے برابر حصے نہ ہوں، جیسے: گیہوں، جوار، جَو وغیرہ، ایسے بیج جمتے ہیں تو صرف ایک ہی پتی نکلتی ہے پتی کی صورت میں۔

دال کی جنسیں۔ ارہر، ماش، مونگ، مُوٹھ، لوبیا۔

تِلہن: جن سے تیل نکلتا ہے، تل، تلی اور ارنڈی۔

ریشہ: جن سے تاگا نکلتا ہے، کپاس، سنی، پٹ سَن، سَن۔

رنگ: نیل، مصالحہ، ادرک، ہلدی۔

ترکاریاں: لوکی، کدو، تُرئی، بھنڈی۔

ربیع کی فصل میں جو جنسیں بوئی جاتی ہیں اُن میں سے ضروری یہ ہیں:

غلہ، دانہ کی جنسیں: چنا، مٹر، مٹری، مسور۔

تِلہن: جن سے تیل نکلتا ہے۔ سرسوں، رائی، لاہی، السی۔

رنگ: کُسم، جس کو کڑیا کوڑ کہتے ہیں۔

ترکاریاں: گاجر، مولی، آلو، لوکی، کدو اور گوبھی۔

گرمی کے موسم میں جس کو ''فصل زائد'' کہتے ہیں، چنواں، سانواں بوتے ہیں، اِیکھ (اُوکھ) پوس میں، اور کپاس کو پھاگن میں بھی کاشت کرتے ہیں، بہت سی ترکاریاں بھی بوتے ہیں: کھیرا، ککڑی، لوکی، کدو وغیرہ۔

نوٹ: خریف اصل میں خزاں کو کہتے ہیں نہ کہ برسات کو؛ لیکن برسات کی کھیتی جو خریف، کہلاتی ہے تو اس لیے کہ اُس کا حاصل خریف میں ملتا ہے۔ ربیع اصل میں بہار کے موسم کو کہتے ہیں نہ کہ جاڑے کو؛ لیکن جاڑے کی کھیتی جو ''ربیع'' کہلاتی ہے تو اِسی وجہ سے اُس کا حاصل بہار کے موسم میں ملتا ہے۔